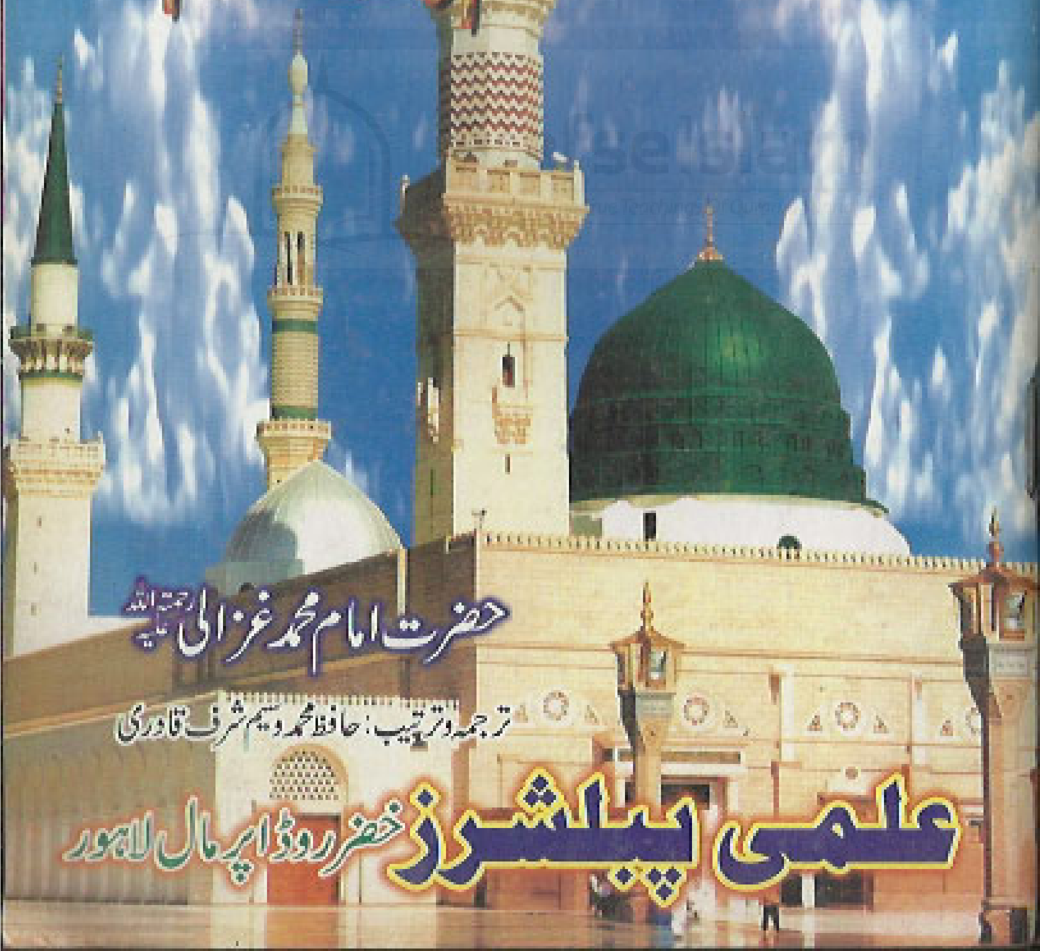
گونج ان کی شان کی رہی ہے ہر نبی علیہ السلام نے خبر ان کی دی ہے

کوئی ایسا صحیفہ نہیں ہے جس میں ان کا حوالہ نہیں ہے

میلاد خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم

بقلم حجۃ الاسلام



حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وترتیب: حافظ محمد وسیم اشرف قادری

علمی پبلشرز خضر روڈ اپر مال لاہور

2000ء میں لی۔
(انور)

میلادِ خیرُ الانام صلی اللہ علیہ وسلم

بقلم حجۃ الاسلام
حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ وترتیب: حافظ محمد وسیم شرف قادری

علمی پبلیشرز
خضر روڈ اپر مال لاہور۔

۷۸۶

نام کتاب: میلادِ خیر الانام بقلم حجۃ الاسلام

مصنف: ابو حامد امام محمد بن محمد غزالیؒ

مترجم: حافظ محمد وسیم اشرف قادری

خطیب جامع مسجد صغریٰ غوثیہ، اپر مال، لاہور

تعداد: ۱۱۰۰

ناشر: علمی پبلشرز

خضر روڈ، اپر مال لاہور۔

کتاب ملنے کا پتہ:

مکتبہ رضویہ، دربار مارکیٹ لاہور

ضیاء القرآن، دربار مارکیٹ لاہور

فرید بک سٹال، اُردو بازار لاہور

شبیر برادرز، اُردو بازار لاہور

سُنی کتب خانہ، سستا ہوٹل، دربار مارکیٹ، لاہور

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گونج اُنکی ثنا کی رہی ہے ہر نبی نے خبر اُنکی دی ہے
کوئی ایسا صحیفہ نہیں ہے جس میں ان کا حوالہ نہیں ہے

حالات حضرت امام غزالی رحمہ اللہ علیہ

ادیب ملت حضرت علامہ الحاج محمد منشا تابش قصوری مدظلہ العالی
جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

حضرت شیخ العالم مفتاح سے نقل کرتے ہیں کہ شب معراج جب سید الانبیاء والمرسلین جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ کی خدمت میں حضرت موسیٰ علیہ سلام حاضر ہوئے تو انہوں نے آپ سے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ فرماتے ہیں کہ میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کرام کی مثل ہیں؟ ان کلمات کا کیا مطلب ہے اور آپ کی اُمت کے علماء کیسے انبیائے بنی اسرائیل کی مثل ہیں؟

نبی کریم سید عالم ﷺ نے جواباً فرمایا: اے موسیٰ علیہ سلام میں نے جو کچھ فرمایا حق فرمایا میرا کلام عیب ونقص سے پاک ہے۔ ہاں اگر تم بطور امتحان (نمونۃ) دیکھنا چاہتے ہو تو کسی ایک عالم کو تم سے ملا سکتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ سلام نے عرض کیا! میری رضا وخواہش تو یہ ہے۔ چنانچہ مختار دو عالم ﷺ نے بارگاہ رب العزت میں مناجات کی اللہ تعالیٰ نے حضرت امام محمد غزالی کو روحانی طور پر ظاہر فرما دیا۔

حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ نے حاضر ہوتے ہی یوں سلام عرض کیا السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہ وحیاتہ ومماتہ ونجاتہ۔ حضرت موسیٰ علیہ سلام فرمانے لگے۔ غزالی اتنے طویل سلام کی کیا حاجت تھی؟ حضرت امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ عرض گزار ہوئے یا نبی اللہ! آپ نے بھی تو اس وقت کلام کو طول دیا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ جل وعلا نے آپ سے فرمایا وما تلک بیمینک یا موسیٰ؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا: ھی عصای اتو کو علیھا واھش بھا علی غنمی یہ عصا ہے۔ میں اس سے اپنی بکریوں کیلئے درختوں سے پتے جھاڑتا ہوں اور اس سے ان کی حفاظت کرتا ہوں!! اجبکہ جواب میں اتنا ہی کافی تھا ھی عصای یہ میرا عصا ہے! حالانکہ عصا کی توصیف سے کلام طویل ہو گیا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ سلام فرمانے لگے! محبوب کا طویل کلام اچھا لگتا ہے۔ حضرت امام غزالی عرض گزار ہوئے یا حضرت! میں آپ کو اپنا محبوب سمجھتا ہوں۔ اسی لئے آپ

سے طویل بات کی تاکہ محبوب سے کچھ دیر تو باتیں کرنے کی سعادت حاصل کرسکوں۔

حضرت موسیٰ علیہ سلام نے پھر ایک اور سوال فرمایا۔

غزالی! بتایئے حیض کیا ہے؟ آپ نے جواباً عرض کیا حیض ایک ایسا خون ہے جو بالغہ عورت کے رحم سے جاری ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ سلام یہ جواب سنتے ہی اپنے چہرے کو نبی کریم ﷺ کی طرف پھیرا اور کہا! اے سید عالم ﷺ آپ کے امتی قدرے بے باک سے ہیں۔ ان میں سے بے ادبی کی بو آتی ہے! میرے سوال کے جواب میں تو اتنا ہی کافی تھا۔ ھو دم یہ خون ہے۔ آگے بات بڑھانے کی چنداں ضرورت نہیں تھی۔ حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ عرض گزار ہوئے! سرکار! اس سلسلہ میں بھی میرا وہی جواب ہے جو عصا کے سوال پر آپ فرما چکے ہیں۔

اس پر حضرت موسیٰ علیہ سلام نے اپنی جلالیت کا مظاہرہ فرمانا چاہا تو جلدی سے نبی کریم رحمت عالم ﷺ نے امام غزالی کو اپنے پیچھے چھپا لیا اور فرمایا! خاموش رہو! گو تم نے درست جواب دیئے تاہم انبیاء کرام علیہم سلام کی بارگاہ کا احترام از حد ضروری ہے۔ نیز فرمایا: انبیاء کرام علیہم سلام اس طویل اقتباس سے حضرت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ الوہیت ورسالت میں کیا مقام ہے اس کا اندازہ لگانا ممکن نہیں۔ جن کے علم وفضل پر مہر رسالت ثبت ہو چکی ہو جو عالم ارواح میں حضرت کلیم اللہ علیہ سلام کی زیارت وملاقات کا شرف پا چکے ہوں، جنہیں بطور مثال ''معلم کتاب وحکمت ﷺ'' فخریہ پیش کریں۔ اس عظیم شخصیت کے علم وعمل اور قلم سے علوم وفنون کے دریا کیوں نہ بہتے۔

(نادر المعراج ص ۱۱۸۸ از عباد اللہ شیخ العالم اکبر آبادی)

امام غزالی بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں

مذکورہ بالا روح پرور واقعہ سے مستفیض ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اور ایمان افروز واقعہ سے بھی اپنے دل و دماغ کو معطر فرمایئے جسے امام العاشقین حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ نفحات الانس میں رقم فرماتے ہیں۔

ایک مقبول بارگاہ بیت اللہ شریف میں بحالت مراقبہ تشریف فرما تھے آنکھیں بند' دل یادِ محبوب میں محو' کیف و سرور کی دولت سرمدی سے شادکام ہونے کے بعد جب حالت عرفان سے مستفیض ہو چکے تو آنکھیں کھولیں۔ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ایک آدمی بغل میں جائے نماز دبائے قریب سے گزرا اور تھوڑی دور جا کر اس نے مصلیٰ بچھایا۔ جیب سے ایک تختی سی نکالی اور اسے سامنے کر دیر تک نماز ادا کرتا رہا۔ فارغ ہوا۔ تختی ہاتھ میں لی۔ اور دونوں طرف سے چوما، بدن پر ملا' پھر زاروقطار رونے لگا۔ بعدہ' آسمان کی طرف نگاہ ڈالی' پھر تختی کو چوما اور حسب معمول جیب میں ڈال لی!۔

وہ مقبول بارگاہ عارف باللہ! اسے بغور دیکھتا رہا اس شخص کی حرکات و سکنات کو دیکھتے ہوئے دل سے ایک آہ نکلی اور یوں گویا ہوا۔ کاش آج ہم میں رسول کریم ﷺ جلوہ افروز ہوتے تو ایسی بدعات سیئہ سے منع فرما دیتے جواب ظہور پذیر ہیں۔

وہ خدا رسیدہ شخص اسی سوچ و بچار میں گم تھا کہ اس پر غنودگی کی کیفیت طاری ہو گئی۔ بیداری و خواب کی حالت میں اس کے مقدر کا ستارہ چمکا۔

اس نے اپنے آپ کو ایک وسیع و عریض میدان میں پایا۔ جہاں کثیر مخلوق خدا کا ہجوم اور تمام میدان پر انوار و تجلیات الٰہیہ کی بارش ہو رہی ہے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی پرسکون ہوا کے جھونکے آرہے ہیں۔ سارا میدان خوشبو میں معطر ہے' دماغ بہشت بریں کی خوشبو سے تروتازہ ہوا جا رہا ہے۔ اس پرنور اجتماع سے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ جہاں بھر سے صاحبان علم و فضل یہاں آ چکے ہیں۔ ہر ایک کے ساتھ میں رومال اور کتابیں ہیں اور قطار اندر قطار کتابیں ہاتھوں میں لئے ایک مخصوص مقام کی طرف بڑھ رہے

ہیں۔ حد نگاہ تک نورانی شامیانے پرشکوہ و رفعت و عظمت سے نصب کئے جا چکے ہیں جن میں ایک عظیم الشان' حسن و جمال اور رعنائی کا پیکر خیمہ اپنی منفرد و ممتاز حیثیت سے نمایاں دکھائی دے رہا ہے۔ جس میں مقدس و متبرک شخصیات اور صحابہ کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم نہایت ادب و احترام سے دست وبستہ' سروقد کھڑے محو انتظار ہیں۔

مذکورہ الصدر بزرگ جواب یا عالم بیداری میں اسی طرف جاتے ہیں۔ دریافت کرنے پر انہیں بتایا جاتا ہے کہ تخت نبوت پر حضور پرنور ﷺ تشریف فرما ہیں۔ دربار سجا ہوا ہے۔ علماء و ائمہ کرام اور مجتہدین کو باری باری بازیابی کی نعمت سے نوازہ جا رہا ہے۔ اہم علم و قلم نورانی قبائیں زیب تن کئے۔ سروں پر عمامے سجائے نگاہیں جھکائے نہایت احترام سے کھڑے اپنی باری کے منتظر ہیں۔

خیمہ نبوت کے دربان نہایت خاموشی سے ایک ایک عالم کو باریابی کیلئے خیمہ میں طلب فرما رہے ہیں۔ جو بھی حاضر بارگاہ رسالت مآب ﷺ ہوتا ہے۔ وہ باآواز بلند عرض گزار ہے ''الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ'' پھر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عظیم شخصیت کو حاضری کا بلاوا آیا۔

جب دربان انہیں اپنے ساتھ لئے حاضر ہوئے تو وہ بزرگ ہستی بھی یوں سلام عرض گزار ہے۔ ''الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ'' جواباً محسن کائنات رحمۃ للعالمین ﷺ فرماتے ہیں۔ وعلیکم السلام یا ابا حنیفہ انت الامام الاعظم۔ اے ابو حنیفہ تم امام اعظم ہو۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا غزالی کہاں ہے

دربان خوش نصیب نے فوراً امام غزالی کو بلایا آتے ہی امام غزالی نے بارگاہ سید عالم ﷺ میں سلام عرض کیا رحمت عالم ﷺ نے نہایت شفقت و کرم سے اپنا دست رحمت امام غزالی کی طرف بڑھایا انھوں نے دست اقدس کو فرط عقیدت و محبت سے چوم لیا آنکھوں پر لگایا اور اپنے چہرے کو نبی کریم ﷺ کے دست مبارک سے مس

کرنا شروع کر دیا وہ مقبول بارگاہ کہتے ہیں اس ایمان افروز نظارے کے بعد جب میں بیدار ہوا تو میں آپ کے خصوصی انوار و تجلیات اور رحمت و برکات کو بخوبی محسوس کر رہا تھا جو آپ کی زیارت سے مشاہدہ میں آچکے تھے نیز پھر تو میں امام غزالی کے مراتب علیا اور منازل جلیلہ کا پہلے سے بھی زیادہ معترف ہو گیا۔

(نفحات الانس)

خلاصہ سوانح حیات امام غزالی

نام: محمد بن محمد الغزالی رحمہ اللہ تعالیٰ

کنیت: ابو حامد لقب' حجۃ الاسلام' زین العابدین

عرف: غزالی ولادت ۴۵۰ھ مقام: طابران ضلع طوس (خراسان)

سلسلہ بیعت و طریقت: حضرت شیخ ابو علی فضل بن محمد بن علی زاہد الفارمدی (المتوفی ۴۷۷ھ)

اساتذہ کرام: حضرت شیخ احمد بن محمد فاذکانی' حضرت امام الحرمین ضیاء الدین عبدالملک حضرت امام ابو نصر اسماعیلی اور دیگر اپنے وقت کے اعاظم و اکابر ائمہ جن سے آپ نے بھرپور علمی استفادہ کیا جن کی علمی شہرت و مقبولیت مسلمہ تھی۔

تصانیف مبارکہ

آپ نے ۵۵ سال کی عمر مبارک میں بے شمار کتابیں ہر فن کے بارے تصنیف فرمائی چند مشہور کتابیں یہ ہیں۔

مکاشفۃ القلوب منہاج العابدین احیاء العلوم کیمیائے سعادت۔

جواہر القرآن زاد الآخرہ الحکمت فی مخلوقات اللہ

میلادِ خیر الانام ایہا الولد

وصال مبارک

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بڑی شان اور بڑے اعتماد و اطمینان سے ۱۴ جمادی الثانی ۵۰۵ھ میں بمقام طابران' انتقام فرمایا اور وہیں آسودہ خواب ہوئے۔ ابن جوزی آپ کے وصال شریف کا قصہ ان کے بھائی احمد غزالی کی زبانی کچھ اس طرح سے بیان فرماتے ہیں۔

پیر کے دن حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ صبح کے وقت بیدار ہوئے وضو کیا' نماز فجر ادا کی پھر کفن منگوایا اور آنکھوں پر لگایا اور فرمایا آقا کا حکم سر آنکھوں پر'' یہ کہہ کر پاؤں پھیلا دیئے۔ جب لوگوں نے دیکھا تو وصال فرما چکے تھے۔ آپ کے وصال پر پوری اسلامی دنیا نے نہایت غم اور صدمے کا اظہار کیا۔ بڑے بڑے اکابر نے آپ کے منظوم مناقب لکھے۔ جن کا احاطہ کار دارد' مفکر ملت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ آپ کی تصانیف سے بے حد متاثر تھے۔ یہی وجہ ہے کہ واعظان وقت خطیبان عصر اور مقررین زمانہ کی بے اثر فلسفی موشگافیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے پکار اٹھے۔

رہ گیا فلسفہ تلقین غزالی نہ رہی

دعا ہے اللہ تعالیٰ میلادِ خیر الانام بقلم حجۃ الاسلام ترجمے کو قبولیت کا شرف عطا فرمائے اور تلمیذی حافظ وسیم شرف قادری کو اور علمی اور تحقیقی کام مزید کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ادارہ علمی پبلیشرز کو اشاعتی سرگرمیوں میں بیش از بیش کامیابی و کامرانی سے شاد کام فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ رحمۃ للعالمین ﷺ۔

حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کی کیفیت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(وَاِذْقَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً)

ترجمہ: یعنی جب فرمایا تمہارے رب نے فرشتوں سے کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں ایک خلیفہ (پیدا) کرنے والا ہوں۔ اور فرمایا خلق الانسان من صلصال کالفخار۔

معلوم ہوا کہ آدم علیہ اسلام ہی پہلے انسان ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے بغیر ماں باپ کے پیدا فرمایا۔ پانی اور مٹی سے۔ پھر اس میں روح پھونکی اور زندہ بولنے والا کھڑا کر دیا اور بزرگی و شرف عنایت کیا چنانچہ فرمایا ہے۔ (مٹی اور پانی سے انسان کی تخلیق)

(هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا وَكَانَ رَبُّکَ قَدِیْرًا)

یعنی خدا پاک کی وہی ذات ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کر کے نسب اور سسرال کے سلسلے اس میں جاری کیے۔ جب اللہ تعالیٰ نے عقل کلی کو پیدا کیا تب اس کے بعد نفس کو پیدا کیا اور ان دونوں سے فعل و انفعال کو ظاہر فرما کر ہیولیٰ مطلقہ میں ان دونوں کو جاری کیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے جسمیت میں خوب کام کیے اور ان میں دونوں کے ذریعے سے اللہ عزوجل نے جسم سے افلاک کو اور کواکب کو پیدا کیا۔ پھر ارکان اربعہ کو پیدا کر کے فعل و انفعال کو ان کی طرف متوجہ کیا انہوں نے قسم قسم کی مخلوقات مثل حیوانات معدنیات نباتات ظاہر کیں۔ مگر پھر بھی ان کو قناعت نہ ہوئی نہ عقل اوّل کو اشخاص جمادات و حیوانات وغیرہ کے پیدا کرنے سے اطمینان حاصل

ہوا اور اس نے چاہا کہ ان اصناف ثلثہ سے بہتر اور عمدہ اور کامل شخص پیدا کیا جائے۔ جو سب سے افضل ہو تب انہی فعل و انفعال نے ایک عمدہ مادہ پانی اور مٹی میں دیکھا پس یہ دونوں اس کے اندر داخل ہو گئے اور وہ مادہ ربوبیت کے دروازے تک دراز ہوا یہاں تک کے قدرت نے اس میں ارادے کی تاثیر کے ساتھ اثر کیا اور اس مادے میں ایک شخص بجوف مستوفی نطق کے لائق پیدا کیا پھر نفس کلی اس شخص کی طرف متوجہ ہو کر ایسا اس کے ساتھ متعلق ہوا جیسے صورت مادے کے ساتھ متعلق ہوتی ہے۔ تب اس شخص کے قلب میں زندگانی کا نور روشن ہوا اور زمین پر چلنے پھرنے لگا اور اپنی پیدائش سے حیران تھا۔ اس وقت عقل کلی اس کی طرف متوجہ ہوئی اور اس نے اس کو اپنی کرامت اور بزرگی اور خلافت کا سزاوار بنایا اور اپنے جمال و کمال کو اس کی بصر اور بصیرت پر روشن کیا۔ تب عقل کی تائید اس کی زبان کھل گئی اور ان نعمتوں اور بخششوں پر جو بارگاہ خداوندی اس کو عنایت ہوئی تھی شکر پروردگار بجالایا اور کہنے لگا

(اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَنِیْ لَا عَنْ فَاعِلٍ مَّخْصُوْصٍ وَّلَا عَنْ مُّنْفَعِلٍ مَّحْسُوْسٍ)

فرشتوں کا حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں خبر دی

(فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سَاجِدِیْنَ) (ص)

ترجمہ: اے فرشتوں جب میں اس کو بنا کر پورا کر دوں اور اپنی طرف کی روح اس کے اندر پھونک دوں اور اس وقت تم سب اس کے آگے سجدے میں گر پڑنا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے قالب کو پلک جھپکنے میں پیدا فرما کر میدان کبریائی

میں ڈال دیا پھر نفس اس کی طرف اس طرح متوجہ ہوا کہ اس کو قبول کرے چنانچہ قالب نے تھوڑے ہی عرصے میں قلب کا نور قبول کیا۔ جس کی خبر رسول ﷺ نے اس فرمان میں دی ہے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی مٹی کو چالیس روز اپنی شفقت سے خمیر کیا ہے۔ ہر دس روز دس دس نعمتیں آدم علیہ السلام پر فرماتا تھا یعنی ان نعمتوں کی برکت سے آدم علیہ السلام کے قالب میں سے ارکان کی جمادیت بالکل جاتی رہی۔ خدا کے وعدے کے چالیس روز پورے ہوئے اور انہی چالیس روز کا نمونہ چالیس روز تھے جن کا موسےٰ علیہ السلام کے حق میں ذکر فرمایا ہے۔

پس آدم علیہ السلام کا پہلا ظہور مٹی سے تھا۔ پھر اس نے اوج عقل کی طرف حرکت کی۔ پس جب نور عقل نے اُس پر طلوع کیا زمین عبودیت میں یہ خدا کے خلیفہ بن گئے۔ اور زمین جہالت سے انہوں نے علوم شریعت وحقیقت کے آسمان پر ترقی کی

اللہ عزوجل فرماتا ہے

(وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ)
(بقرہ)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ آدم علیہ سلام کو تمام اشیاء کے نام سکھائے پھر تمام اشیاء کو ملائکہ پر پیش کیا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ سلام کے قالب کو مٹی سے پیدا کر کے عالم کے اندر ڈال دیا۔ تب ملائکہ سے فرمایا

(اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَه)

ترجمہ: یعنی میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔ تم اس کی خدمت اور متابعت کے واسطے تیار ہو جاؤ۔ ملائکہ نے جب یہ ندا سنی اپنے اپنے مسکنوں سے نکل کر آدم کی

ہیکل کو دیکھنے گئے۔ اور اُن کے قالب کو جس وقت کہ وہ بیجان پڑا تھا دیکھ کر خیال کرنے لگے مثل اور حیوانات کے یہ بھی ایک حیوان ہوگا اس میں کوئی قابل تعریف نہیں ہے نہ یہ تکلیفات شرعیہ اور احکامات الٰہیہ کا اہل معلوم ہوتا ہے۔

انسان کی تخلیق پر فرشتوں کا اعتراض

اسی سبب سے انہوں نے عرض کیا

(اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ)

ترجمہ: (یعنی اے پروردگار) کیا تو زمین میں اُس شخص کو پیدا کریگا۔ جو اس میں فساد برپا کریگا۔ اور خون خرابیاں پھیلائے گا حالانکہ ہم تو تسبیح اور تقدیس کرتے ہیں۔ کیونکہ ہم ارواح طیبہ اور نفوس طاہرہ کے ساتھ زندہ ہیں یہ زمین کا رہنے والا فانی زندگانی کے ساتھ زندہ کیا جائیگا۔ تو پھر بجز اعمال بد کے اور کیا کریگا۔ یہ ان کو قول اس سبق سے تھا کہ انہوں نے مقدمات میں سے جزئیں یعنی جہل اور ظلم کو لے کر نتیجہ نکال لیا یہ نہ سمجھے کہ مقدمتین جزئین سے قیاس نہیں بن سکتا۔ اور نہ نتیجہ نکل سکتا ہے۔ اسی سبب سے انہوں نے اس میں خطا کی اور اللہ تعالیٰ نے اس بدگمانی سے ان کو منع کیا اور اس نوع ایجاد مخلوق کی عیب جوئی سے دھمکایا یعنی فرمایا۔

(اِنِّیْ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ) (بقرہ)

یعنی بے شک میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو۔ تم اس کے ظاہر کو دیکھتے اور میں پوشیدہ اور ظاہر سب کو دیکھتا ہوں۔ اور مجھ کو معلوم ہے جو مخفی علوم میں نے اس میں ودیعت رکھے ہیں۔ میں اس کو سننے والا دیکھنے والا اور بولنے والا بناؤنگا۔ اور تم سب کو اس کے سجدے کا حکم دوں گا۔ پھر جب آدم علیہ السلام سے نفس کلی وابستہ ہوا

تب عقل کلی بھی ان کی طرف متوجہ ہوئی اور تمام علوم ان کی روح میں منقش ہو گئے اور کل اسرار ان کے قلب پر ظاہر ہوئے۔ پس یہ عقل اور نفس کی امداد سے عالم زندہ اور ناطق بن گئے اور علم وعمل کے مستحکم ہونے سے حکیم ہو گئے۔ تب ان کو اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے سامنے ان کو پیش کیا اور فرمایا۔

(اَنۡۢبِـُٔوۡنِىۡ بِاَسۡمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ) (بقرہ)

ترجمہ: یعنی مجھے ان چیزوں کے نام بتاؤ اگر تم اس خیال میں سچے ہو۔ کہ ہم آدم علیہ السلام سے افضل ہیں۔ اس وقت فرشتے سمجھے کہ انہوں نے واقعی اپنے قیاس میں غلطی کی تھی۔

ابلیس لعین نے سجدہ نہ کیا

آدم علیہ السلام کے فضائل کے ان انکشاف سے فرشتے حیرت میں غرق ہو گئے۔

(فَسَجَدَ الۡمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمۡ اَجۡمَعُوۡنَ اِلَّاۤ اِبۡلِيۡسَ. اِسۡتَكۡبَرَ وَكَانَ مِنَ الۡكٰفِرِيۡنَ. (ص)

ترجمہ: یعنی سب فرشتوں نے مجموعی سجدہ کیا مگر ابلیس اُس نے غرور کیا اور وہ تھا ہی کافروں میں۔

(قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسۡجُدَ اِذۡ اَمَرۡتُكَ قَالَ اَنَا خَيۡرٌ مِّنۡهُ خَلَقۡتَنِىۡ مِنۡ نَّارٍ وَّخَلَقۡتَهٗ مِنۡ طِيۡنٍ)(اعراف)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابلیس تجھ کو کس چیز نے باز رکھا کہ تو اس کو سجدہ نہ کرے جب میں نے تجھ کو حکم دیا ابلیس نے عرض کی میں اس سے بہتر ہوں مجھ کو تو نے آگ سے پیدا کیا اور اس کو تو نے مٹی سے پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو مادہ میں بری

صورت ہے اور آدم علیہ السلام اچھی مادہ میں اچھی صورت ہے تیرا گمان یہ ہے کہ آگ مٹی سے بہتر ہے کیونکہ یہ جلانے والی ہے اور میرا علم یہ ہے کہ مٹی آگ سے بہتر ہے کیونکہ یہ نباتات کی پرورش اور حفاظت کرتی ہیں اور اس میں نرمی اور محبت اور ٹھنڈک ہے چونکہ میں بھی وہ خدا ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں تجھ کو اس نافرمانی کی سزا دوں گا کہ تیری صورت کو تیرے ہی مادہ سے جلاؤ گا اور آدم علیہ السلام کی صورت کو اس کی مادہ میں حفاظت کرونگا۔ اور بے شک تجھ پر قیامت تک میری لعنت ہے۔

جنت کے مقامات میں سکونت

جب حضرت آدم علیہ اسلام عقل کی برکت سے خلیفہ ہوئے اور آسمانوں میں داخل ہو کر جنت کے بلند مقام میں سکونت اختیار کی سب فرشتے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے خدا کی امانت کو انہوں نے اٹھالیا اور بذات خود فعل وانفعال کی دونوں صورتیں بن گئے اور اسی سبب سے اپنی نوع کے ساتھ اپنی جنس میں سے مستغنی ہوئے تب اللہ تعالیٰ نے ان کو شریعت کے ساتھ مقید کیا۔

انسانی کی بقا کے لیے شہوت کا پیدا ہونا

جب آدم علیہ السلام کے اندر فعل وانفعال کی دونوں قوتوں نے جگہ پکڑی زمین پھر آکر اور خواہش نے ان کے قلب کو حرکت دی ان کو بیوی کی ضرورت ہوئی تاکہ ان سے مباشرت کریں پس اللہ تعالیٰ نے ان کی پسلی سے ان کی بیوی حوا کو پیدا فرمایا اور آدم علیہ السلام اور حضرت حوا فعل وانفعال کی صورتیں بن گئے جیسے کہ لوح وقلم یعنی جو کچھ قلم لوح پر لکھتی ہے وہی آدم علیہ السلام اور حضرت حوا کے ساتھ ہوا اور توالد تناسل ان میں ظاہر ہوا حوا کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ بیٹوں کی

شادیاں کردیں تا کہ نسل آگے کو چلے چنانچہ اسی ذریعے سے آدم علیہ السلام کی اولاد جفت ہوگئی اور ربوبیت کا راز عبودیت میں ظاہر ہوا اور قدرت کے نور نے صنعت کی ظلمت میں قرار پکڑا۔

مٹی سے انسانی پیدائش بند ہوگئی

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے باعث مٹی سے انسانی پیدائش بند کردی کیونکہ جب آدم علیہ السلام کی ذات ہی میں فعل و انفعال ہونے لگا یعنی نر و مادہ بنادیے تب مٹی سے پیدا کرنے کی ضرورت نہ رہی پس آدم سب سے پہلے انسان ہوئے جیسے کہ عقل روحانیات میں اوّل ہے اور عقل آدم کی مٹی پر عاشق ہوگئے پس آدم علیہ السلام بالفعل ہیں اور عقل آدم بالقوہ ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی صورت کو ہموار اور موزون کرکے اس کے اندر روح پھونکی۔

امانت کا پیش کرنا آسمان زمین اور پہاڑوں پر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ہم نے پیش کیا امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پس انہوں نے اٹھانے سے انکار کیا اور اس امانت سے وہ خوفزدہ ہوئے (احزاب)

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آسمان و زمین حیات عالم کے ساتھ زندہ ہیں کیونکہ عالم ایک ایسا اسم ہے جو آسمان و زمین اور اس کے درمیان سب چیزوں پر واقع ہے اور عالم زندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ خود زندہ اور قائم ہے۔

انسان نے امانت کو اٹھالیا

اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان۔

(اِنَّا عَرَضْنَہ الْاَمَانَتَہ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) (احزاب)

یعنی نفس معدنی اور نباتی اور حیوانی کو مراد لیا ہے۔ اور فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَہَا سے یہ مراد ہے کہ انہوں نے کہا ہم میں امانت کے رکھنے کی استعداد اور قابلیت نہیں ہے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَحَمَلَہَا الْاِنْسَانُ (ط) یعنی انسان نے نفس ناطقہ کی قوت سے اس کو اٹھالیا اور یہ نفس ناطقہ سب نفوس سے افضل ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بعد طبیعت اور قوت شریعت کے ساتھ قرب حق حاصل کرنے کی خبر دی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے انہ کان ظلوما جھولا۔ یعنی انسان امانت کو قبول کرنے سے پہلے طبیعت کی ظلمت میں آلودہ اور نفس ہی کی جہالت میں گرفتار تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی نفس ناطقہ کے ساتھ تائید فرمائی اور عقل کامل کے ساتھ اُس کو قوت دی یہاں تک کہ اس نے عقل کی قوت سے امانت کو اٹھالیا حالانکہ پہلے وہ ظلمانی تھا اور اپنے رب کو اس نے پہچان لیا اگرچہ پہلے وہ نہیں جانتا تھا اور قوی ہوگیا اگرچہ پہلے وہ کمزور تھا پس اسی سبب سے نفس ناطقہ کے ساتھ انسان کا رتبہ تمام مخلوقات سے بڑھ گیا اور قلب مطمئن نے امانت الٰہی کو اٹھالیا اس کا سبب یہ ہے کہ نفوسوں کے کئی مرتبے ہیں جن میں سب سے ادنیٰ نفس معدنی ہو۔ اور سب سے اعلیٰ نفس ملکی ہے۔ اور یہی نفس ملکی سب نفوس پر شامل ہے قابل نے سب سے پہلے جس نفس کو قبول کیا ہے وہ نفس معدنی ہے پھر اس کے بعد نفس نباتی کو قبول کیا پھر اس کے بعد نفس حیوانی کو قبول کیا۔ پھر اس کے بعد نفس انسانی کو قبول کیا اور یہی آدم کی صورت ہے۔ پس تمام نفوس آدم علیہ السلام

کی مٹی میں جمع ہوئے اور اس نے اپنی عقل قوت کے ساتھ نیچے کے سب مرتبوں سے ترقی کی اور نفس انسانیہ کے ساتھ تمام نفوس پر شامل ہو گیا۔

انسانوں میں مومن کون ہوئے

پس ان کی اولاد بھی بحسب قوائے نفسانیہ کے مختلف مرتبوں میں منقسم ہوئی چنانچہ بعض افراد وہ ہیں جن پر نفس نباتی غالب ہوا۔ اور وہ کافر ہو گئے۔ اور بعض وہ ہیں جن پر نفس حیوانی غالب ہوا اور منافق بن گئے اور بعض وہ ہیں جن پر نفس انسانی غالب ہوا اور مومن ہوئے اور یہ تقسیم اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف سے فرمائی ہے

(لِيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنَافِقِيْنَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
(احزاب)

ترجمہ: یعنی اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے منافق مردوں اور عورتیں اور مشرک مردوں اور عورتوں کو عذاب دے اور وہ مومن مردوں اور عورتوں کی توبہ قبول فرمائے۔ پس نفس امارہ منافقوں کو حرکت دیتا ہے۔ اور نفس لوامہ شرکوں کو ابھارتا ہے اور نفس مطمئنہ مومنوں کو ہدایت کرتا ہے وکان اللہ غفورا رحیما اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

تمام انسانوں کے پیشوا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

پس آدم ایک ایسا نام ہے جو جامع ہے۔ تینوں نفوس کے معانی اور نور عقل کے اس پر غلبہ کرنے اور مستحق خلافت الٰہی بننے کو۔ آدم پہلے انسان کی صورت ہے۔ اور آدم ہی خاتم النبین کی حقیقت ہے۔ اور حضرت محمد ﷺ حقیقت میں بمنزلہ آدم کے

ہیں صورت میں۔ پس آدم نوع انسانی کا مبدء ہیں اور محمد ﷺ متمم نوع ہیں۔ اور نیز حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور روحانیوں کے حق میں ایسے ہیں۔ جیسے آدم علیہ السلام جسمانیوں کے حق میں اور وہی خلافت آدم سے لیکر حضرت محمد ﷺ تک انبیاء و مرسلین کے پشت چلی آئی ہے کبھی ظاہر ہوتی رہی اور کبھی پوشیدہ یہاں تک کہ حضور میں آپ کے کمال اعتدال مزاج اور اخلاق کے وقت ظاہر ہوئی۔ اسی سبب سے رسول خدا ﷺ سب سے زیادہ عادل مزاج اور خوش اخلاق تھے۔

وہی خلافت پانچ مرتبہ ظاہر ہوئی

وہی خلافت موروثہ جو عہد آدم علیہ السلام سے چلی آتی تھی اپنے کمال ذات اور تمام صفات کے ساتھ صرف پانچ مرتبہ ظاہر ہوئی ہے کیونکہ اس سے زیادہ اس کے اسباب کے جمع ہونے کا موقع نہ ہوا۔ اور جن نبیوں پر مختلف زمانوں میں اسکا ظہور ہوا وہی اولوالعزم رسول ہیں جیسے نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ اور حضرت محمد علیہم السلام

جن مقامات پر خلافت ظاہر ہوئی

نوح علیہ السلام کے زمانے پر خلافت کشتی پر ظاہر ہوئی اور لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

اللہ کا نام لے کر اس کشتی میں سوار ہو جاؤ اس کے اختیار میں ہیں اس کے چلانا اور ٹھہرانا (ھود) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں سطح کعبہ پر خلافت ظاہر ہوئی اور فرمایا۔

جو شخص اس میں داخل ہوا وہ امن سے ہو گیا اور اللہ کے لیے لوگوں پر کعبہ کا حج فرض ہے جو اس کی طاقت رکھتا ہے (العمران) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں خلافت وادی مقدس کے اندر شجرہ مبارکہ کی ٹہنیوں پر نمودار ہوئی اور کہا۔

(اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ) (قصص)

ترجمہ: یعنی بے شک میں ہوں اللہ پروردگار تمام عالموں کا پھر یہ خلافت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عہد مہد میں ظاہر ہوئی اور (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بچپن کا زمانہ کہ آپ نے پیدا ہوتے ہی گفتگو کی تھی اور کہا تھا۔

میں اللہ کا بندہ ہوں اور رسول ہوں مجھ کو اس نے کتاب دے کر ہدایت اور برکت کے ساتھ بھیجا ہے)۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

مسیح ہرگز اس بات سے نفرت نہیں کرتا ہے کہ خدا کا بندہ ہے اور نہ مقرب فرشتے ہی خدا کے بندے بننے سے نفرت کرتے ہیں (النساء)

چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صاف کہہ دیا۔

بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھ کو کتاب دی ہے اور جہاں کہیں میں ہوں مجھ کو بابرکت بنایا ہے اور جب تک میں زندہ رہوں مجھکو نماز اور زکوۃ اور اپنی ماں کے ساتھ نیکی کا حکم فرمایا ہے (مریم)

ختم نبوت کا اعلان قرآن مجید نے کر دیا

اس کے بعد پوری خلافت اور کمال نبوت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے عہد ہدایت میں ملت ظاہرہ اور حجت باہرہ کے ساتھ ظاہر ہو کر نبوت ختم ہوئی چنانچہ فرمایا۔

محمد ﷺ تم میں سے کسی شخص کے باپ نہیں مگر وہ خدا کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور بیشک اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ (احزاب)

حضور ﷺ کے بعد سے نبوت اور رسالت کی حقیقت جبروت کی چادر میں پوشیدہ ہو گئی اور رسول خدا ﷺ نے اپنی خلافت کا نور اپنے اصحاب پر ظاہر کیا اور اپنی امت کو قیامت سے نزدیک بیان فرمایا میں اور قیامت اس طرح پاس پاس ہیں اور دونوں کلمہ کی اور بیچ کی انگلیوں سے اشارہ کیا معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام پہلے انسان ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے بغیر ماں باپ کے مٹی سے پیدا کیا اور زندہ اور ناطق بنایا چنانچہ فرمایا میں نے آدم علیہ السلام میں روح پھونکی اور تمام موجودات میں ان کو اپنی خلافت کے ساتھ برگزیدہ کیا آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا اور حضرت حوا کو بغیر ماں پیدا کیا پھر ان سے توالد اور تناسل کا سلسلہ برابر ہوتا چلا آیا یہاں تک کہ زمانہ کے امتداد سے لوگ پہلے انسان یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کی کیفیت سے ناواقف ہو گئے اور انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ بغیر ماں باپ کے پیدائش ممکن نہیں بعض جاہلوں نے آدم علیہ السلام کی مٹی سے پیدا ہونے کا بھی انکار کیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اسی واسطے بغیر باپ کے پیدا کیا کہ لوگ آدم علیہ السلام کی بغیر ماں باپ کے پیدائش کا یقین کریں عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ کے پیٹ میں بغیر باپ کے نطفہ حاصل ہوئے اور بغیر اس فعل کے جو کسی نر سے سابق ہوا ہو پیدا کیا یہ بات ظاہر ہے کہ انفعال کی قوت فعل کی قوت سے کمزور ہے پس انفعال ہی قوت سے اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کی طبیعت میں ایک لڑکا عاقل کامل پیدا کیا اور نبی مرسل بنایا تا کہ عقلمند اس بات کی دلیل حاصل کرے کہ بغیر قوت انفعالی کے محض قوت فعلی سے حوا کا پیدا ہونا ممکن ہے اور پھر امکان خلق آدم پر بغیر ان دونوں قوتوں کے استدال پورا ہوا اور اسی سبب سے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں حضرت مریم کہ شہوات سے محفوظ ہونے کی خبر دی چنانچہ فرمایا۔

مریم بیٹی عمران کی ، جس نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا اور اپنی رحمت کو ان پر مفتوح کرنے کی خبر دیتا ہے یعنی ہم نے اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی اور تصدیق کی اس نے اپنے رب کی باتوں کی اور کتابوں کی اور تھی وہ فرمانبرداروں میں سے (تحریم)

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یعنی بے شک عیسیٰ کی مثال اللہ تعالیٰ کے نزدیک آدم کی سی ہے پیدا کیا ان کو مٹی سے پھر فرمایا۔ ہو جا پس ہو گیا پس آدم علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام پر یہ سب دلیلیں اور نشانیاں ہیں

اللہ تعالیٰ کی قدرت

پس آدم علیہ السلام پہلی مخلوق ہیں جس کے ماں باپ نہیں اور حوا پہلی موجود ہے جن کی ماں نہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے موجود ہے جن کے باپ نہیں اور

انسان پہلی صورت نہیں جس کا مثل نہیں ہیں اور عقل پہلا مبدع ہے جس کا شریک نہیں ہے اور قلم پہلا صانع ہے جس کے پاس آلہ نہیں ہے اور نفس پہلا غلام ہے جس کو آزادی نہیں ہے

حضور ﷺ پہلے نبی ہیں

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پہلے نبی ہیں جن کے لیے زوال نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلمہ سب سے اوّل ہے اس کا کوئی ثانی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ اوّل اور ثانی سب سے منزہ ہیں جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے۔

(وہی ہے) جو رحم مادر میں تمہاری صورت جیسی چاہتا ہے بناتا ہے (آلعمران)

حضرت محمد ﷺ اوّل ایمان ہیں

اے طالب اس بات کو جان لیں کہ حضرت آدم علیہ السلام پہلے انسان ہیں اور حضرت محمد ﷺ اوّل ایمان ہیں پس اوّل ایمان نے اوّل انسان میں قرار پکڑا یعنی حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ ایک ہو گئے پس جب تو صاحب ایمان کو پکڑے گا تو تیرا عرفان سہی ہوگا جیسے کہ اوّل انسان کے پکڑنے سے تیرا نسب صحیح ہوتا ہے پس اپنے ان دونوں نسبوں کو یعنی ایمانی اور جسمانی کو صحیح کر اور آدمیوں کے حقوق کو خوب معلوم کرتا کہ تجھے نجات حاصل ہو

اُن احادیث کے بیان میں جو لفظ اوّل کی نسبت وارد ہوئی ہیں

حضور ﷺ نے فرمایا اول ما خلق اللہ العقل (الحدیث)

یعنی سب سے پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے وہ عقل ہے اور نیز حضور ﷺ نے فرمایا اول ما خلق اللہ نوری (الحدیث)

یعنی پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا کی وہ میرا نور ہیں اور یہ بھی حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا کی وہ قلم ہے اس سے فرمایا لکھ اس نے عرض کیا اے پروردگار کیا لکھو فرمایا میری توحید اور میری مخلوق پر میری فضیلت اور برتری لکھ اور قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے سب کچھ لکھ معلوم ہوا کہ اوّلیت کے دو معنی ہیں ایک اوّلیت زمانے کی ہوتی ہے مثلاً باپ بیٹے سے پہلے ہوتا ہے اور بیٹا اس کے بعد ہوتا ہے دوسری اولیت رتبہ اور مکان کی ہے جیسا کہ رتبہ میں سب سے افضل نبی ہیں پھر صحابہ پھر امت جو چیز کے زمانے میں اول ہیں ممکن ہے کہ اس سے پہلے بھی کوئی چیز اول ہو جس کے مقابلے میں یہ چیز دوسرے درجے کی ہو جائے مگر جو چیز کے مرتبہ اور حقیقت دونوں میں اول ہے اس سے کوئی چیز اول نہیں ہو سکتی جس کے مقابلے میں یہ دوسرے درجے کی ٹھہری، پس جو چیز کہ زمان میں اول ہے اس کا اول ہونا مجازی ہے اس لیے اس سے بھی کسی چیز کا اول ہونا ممکن ہے اور وہ چیز جو مرتبہ اور حقیقت میں اول ہے اس کا اول ہونا حقیقی ہے کیونکہ تغیر سے محفوظ ہے پس یہی حقیقی اولیت عقل اور نور کے لیے ہیں فقط کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے ی چیز کو پیدا نہیں فرمایا اور نا مخلوق میں سے کسی کو اس کے برابر رتبہ عنایت کیا غرض کے مفرد اور مرکب سب چیزوں میں سے عقل اور نور اول ہے کیونکہ یہ جو ہر مطلق ہے فرد علام ودراک ۔ عقال۔ اور باقی کل اشیاء کا ظہور اسی سے ہیں اور اسی کی طرف آخر میں سب چیزیں رجوع کرتی ہے پس یہی اول ہے یہی آخر ہے اور یہی مبد ......اور یہی معاد ہے

اللہ عزوجل نے سب سے زیادہ عقل مدنی تاجدار ﷺ کو عطا فرمائی

نبوت ایک قوت ہے جو تمام رسولوں میں پھیلی ہوئی ہیں یعنی قوت افادہ اور قوت افاضہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے باواسطہ عقل کلی پر سے نفس کلی پر پہنچی ہے جن ہستیوں نے رسالت کی گود میں نبوت کی چھاتی سے دودھ پیا ہے وہ سب وحی الٰہی کی مناسبت سے بمنزلہ ایک ہستی کے ہیں کیونکہ اگرچہ رسولوں کے اعداد مختلف ہیں مگر نبوت کے اعداد مختلف نہیں ہے پس جبکہ نبوت کی حقیقت مختلف نہیں ہے تو آدم علیہ السلام کی نسبت ان کی طرف ایسی ہے جیسے حضرت محمد ﷺ کی نسبت حضرت محمد ﷺ آخر میں ایسے ہوئے جیسے آدمؑ علیہ السلام اول میں تھے کیونکہ حضور ﷺ صورت نفس اور مہبط عقل اور محل وحی الٰہی ہے اور عقل بھی ایک ہے اور نفس بھی ایک ہے وحی بھی ایک ہے اور رسول بہت ہیں اور راستے بھی بہت ہیں مگر مقصود ایک ہے اس سے ثابت ہو گیا کہ حقیقتاً آدم علیہ السلام کی صورت میں بھی حضرت محمد ﷺ تھے پس جبکہ حضرت محمد ﷺ نے آدم علیہ السلام کی نبوت کو ثابت کیا تو گویا اپنی ہی نبوت ثابت کی جب اپنی ذات کا کمال ثابت کیا تو گویا آدم علیہ السلام کی ذات کا کمال ثابت کیا۔

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ

اور یہ جو حضور علیہ السلام نے فرمایا اس سے مراد نور نبوت ہے پس حضور علیہ السلام کے اس فرمان سے نور نبوت ہی مراد ہے کیونکہ نبی نبوت سے قائم ہوتا ہے اور نہ کسی چیز سے اور یہ کلمہ حضور نے دو مطلبوں سے فرمایا ہے ایک مطلب یہ ہے کہ نبوت تمام ہستیوں میں ایک ہے جب ایک وجہ سے ایک نبوت ایک نبی میں پائی گئی تو سب نبیوں میں اس وجہ سے پائی گئی لہذا جب آپ نے فرمایا نوری اس سے نور

نبوت مراد لیا اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ نور نبوت تمام موجودات سے سابق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اسی نور کو پیدا کیا ہے تا کہ تمام عالم نور نبوت کا اتباع کریں اور دوسرا مطلب حضور ﷺ کے فرمان کا یہ ہے حضور خاتم النبیین ہیں اسی مطلب کے لیے آپ نے فرمایا (کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ)

ترجمہ: یعنی میں اس وقت نبی تھا جبکہ آدم مٹی اور پانی میں تھے یعنی ان کا وجود بھی خلق نہ ہوا تھا اس وقت میں نبی تھا یعنی اول نبوت بھی میں ہوں اور آخر نبوت بھی میں ہوں آپ ہی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے نبوت کو شروع فرمایا اور آپ ﷺ پر نبوت کو ختم فرمایا اور اسی سبب سے آپ تمام انبیاء سے بزرگ تر اور اعلیٰ تر تھے اور فقط آپ کی نسبت نبوت سے تمام انبیا اور مرسلین کی نسبت سے برابر ہے پس پہلی وہ چیز جو اللہ تعالیٰ نے اطلاق اور اولیت حقیقی کے ساتھ پیدا کی عقل کل ہے جو حضور ﷺ کے اور اللہ کے درمیان واسطہ ہے پس عقل روحانیات سے بھی اول ہے اور موثرات سے بھی اول ہیں اور انبیاء سے بھی اول ہے کیونکہ نبوت عقل اول ہی کہ فیضان سے پیدا ہوتی ہے جو وہ نفس اول پر کرتی ہے اور کتابت میں قلم اول ہے اور ایجاد میں ایجادِ انبیاء اول ہے یعنی جب کہ اللہ تعالیٰ نے بمنزلہ مکتوبات کے بنایا تو عقل کو قلم گردانا اور جب اشیاء کو بمنزلہ معانی کے کیا تب اس کو عقل قرار دیا

حضور ﷺ نبوت کے نور کے مبدء ہیں

ہر نوع کا ایک مبدء ہے جس سے اس کے اشخاص ظاہر ہوئے ہیں چنانچہ عقل روحانیات کا مبدء ہے اور قلم جسمانیات کا مبدء ہے اور حضرت محمد ﷺ نبوت کے نور کے مبدء ہیں اور آدم علیہ السلام انسانوں کے مبدء ہیں اور ان تمام مبدؤں کا مبدء اللہ تعالیٰ کا لفظ کن ہے جس کو اس نے اول اوائل قرار دیا ہے اور یہ سب مبدء

مبدء اللہ تعالیٰ کا لفظ کن ہے جس کو اس نے اول اوائل قرار دیا ہے اور یہ سب مبدء اس کے مقابلے میں دوسرے اور تیسرے درجے میں ہیں۔

حضور ﷺ سید الانبیاء ہیں

حضرت محمد ﷺ بزرگ ترین نبی ہیں اور دعوت میں سب سے آخر میں ہیں اور ترتیب میں بھی سب سے اول ہیں اور لوگوں کے درمیان میں آپ تبلیغ کلام الٰہی کی روح سے بمنزلہ قلم کے ہیں جو کاتب کے ہاتھ میں ہوتا ہے جیسے کہ کاتب قلم سے اپنا مافی الضمیر لکھ کر غائب اور دور کے لوگوں پر ظاہر کر دیتا ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کے ذریعے سے ضمائر نبوت کو مومنوں پر منکشف کیا پس گویا حضور خدا کی قلم ہیں اور دعوت کی حقیقت اور شریعت کے وضع کرنے میں آپ عقول جزویہ میں صورت عقل ہیں۔ پس آپ کی احادیث میں جو لفظ اول (یعنی ان تینوں میں جو لفظ اول کا آیا ہے اس سے آپ ہی کی ذات مراد ہے وہ تینوں حدیثیں یہ ہیں اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْعَقْلَ۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِی) مذکور ہیں ان کے معانی آپ ہی کی طرف راجع ہیں۔ یعنی حضور ﷺ کا نور سب اشیاء میں پہلی چیز ہے اور نبوت سے اوپر بجز الٰہیت کے اور کوئی مرتبہ نہیں ہے پس نور نبوت اول لاشیاء اور ثانی البقاء ہے۔

نور نبوت عقل اور قلم دونوں پر غالب ہے

اللہ تعالیٰ وہی اول اور وہی آخر اور وہی ظاہر اور وہی باطن ہے اول سے وہ اول مراد ہے جس سے پہلے کوئی نہیں اور آخر سے وہ آخر مراد ہے جس سے آخر کوئی نہیں وہی اللہ واحد قیوم ہے اور باقی جس قدر اوائل ہیں وہ بحسب اضافات مختلف ہیں

اے طالب تو خوب سمجھ لے کہ مرتبہ میں سب سے پہلے عقل ہے اور حقیقت میں سب سے اول نور حقیقت ہے اور یہ نور نبوت ہے اور یہ نورِ نبوت عقل اور قلم دونوں پر غالب ہے پس نبی مکرم ﷺ کی شریعت کو مضبوطی سے پکڑ تا کہ نورِ نبوت میں سے تجھ کو بھی کچھ مل جائے اور آخرت کی کامیابی نصیب ہو اور عذاب الٰہی سے نجات پائے

انبیاء اور مرسلین کے مرتبوں کے بیان میں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

(تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ) (بقرہ)

ترجمہ: ان رسولوں میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے بعض ان میں سے وہ ہیں جن سے خدا نے کلام کیا ہے۔ اور بعض وہ جن کے درجے بلند کیے ہیں معلوم یہ ہوا کہ انبیاء بحیثیت نبوت کے ایک مرتبہ میں ہیں۔ علاوہ اس کے کہ نبوت کے وقت قبول کی رو سے بھی ان میں فرق ہے۔ یعنی بعض نبی ایسے ہیں جن پر نبوت کا اظہار خواب میں ہوا ہے۔ اور بعض ایسے ہیں جن پر بیداری میں ہوا ہے۔ مگر نبوت میں سب برابر ہیں۔

کیونکہ نبوت علم کا کمال ہے جو وحی الٰہی کے ذریعہ سے اس بندے کے نفس میں حاصل ہوا ہے جو اپنے وقت میں سب سے زیادہ، کامل اور عاقل تھا یہ نبوت جو عقل اول کا نور ہو اور یہی کلمۃ اولیا ہے تمام انبیاء اسکے خداوند تعالیٰ سے خلیفہ ہوتے آئے ہیں۔ پھر انبیاء رسالت کے مرتبوں اور رسالت کی کیفیتوں اور مقامات کی کمیتوں کے ساتھ مختلف ہیں۔ کیونکہ انہیں سے ہر ایک کے ساتھ ایسی خصوصیتیں ہیں۔ جو ایک کو دوسرے سے تمیز کرتی ہے۔

تمام انبیاء کی جد اجد اخصوصیات

جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واسطے کلام کی خصوصیت اور حضرت ابراہیم کے واسطے خلت اور حضرت محمد ﷺ کے واسطے رویت کی خصوصیت ہے۔ اور میرا اس خصوصیت سے یہ مطلب ہے کہ ہر رسول ایک خصوصیت کے ساتھ مشہور ہوتا ہے یعنی ایک بات ان کے ساتھ ایسی مخصوص ہوئی کہ لوگ اسی کے ساتھ ان کو پکارنے لگے جیسے کہ کہا جاتا ہے موسیٰ کلیم اللہ۔ اور ابراہیم خلیل اللہ۔ حالانکہ ابراہیم بھی کلیم اللہ۔ تھے مثل موسیٰ علیہ سلام کے اور موسیٰ علیہ سلام بھی خلیل اللہ۔ مثل ابراہیم علیہ سلام کے مگر کلام خاص موسیٰ علیہ سلام کی ذات کے واسطے ہوا۔ اور باقی مراتب انہوں نے کلام تبعیت سے پائے ایسے ہی ابراہیم علیہ سلام نے خلت کی تبعیت میں تمام مدارج طے کیے۔ سب انبیاء نبوت کے اندر وحی کے قبول کرنے اور نفوس کے وحی کی روشنی قبول کرنے میں ایک درجہ کے اندر ہیں۔ مگر رسالت اور اختلاف شریعت میں وہ بحساب اوقات کے مختلف ہیں۔ اس لیے کہ نبوت زبان اور مکان سے بالاتر ہے۔ اس میں کسی جگہ یا کسی وقت میں اختلاف نہیں ہوتا۔ بخلاف رسالت کے کہ وہ آسمان کے نیچے ہے۔ اور لوگوں کی مصلحتوں سے متعلق ہے۔ اور اس میں شک نہیں ہے کہ لوگوں کے مزاج اور طبیعتوں اور زبانوں میں زمان اور مکان کی حیثیت سے اختلاف ہوتا ہے اور انہیں اختلافوں کے ساتھ رسالت مختلف ہوتی ہے تاکہ شریعت اور کتاب لوگوں کی زبان اور ان کی اصطلاحوں کے ساتھ پلٹ جائے حضرت نوح علیہ السلام کا رسالت میں جو درجہ اور مرتبہ اور دعوت اور زبان تھی وہ حضرت ابراہیم کی نہ تھی حالانکہ نبوت میں دونوں برابر تھے کیونکہ نوح علیہ السلام کے زمانہ میں ایسی قوم تھی جس سے ان کو بالکل بھلائی کی امید نہ رہی۔ اور ان کی ہلاکت کو نوح علیہ السلام نے ان کی زندگی سے ہزار درجہ بہتر سمجھ کر خداوند تعالیٰ سے دعا کی

(رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا) (نوح)

ترجمہ: یعنی اے پروردگار زمین پر کسی کافر کو بسنے والا نہ چھوڑ یعنی سب کو ہلاک کر اور حضرت ابراہیم علیہ سلام کے زمانہ میں لوگوں کی طبیعتوں میں لطافت غالب تھی اور آپس میں محبت والفت کا چرچا تھا اس سبب سے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ

(حسن خلقک ولو مع لکفار)

ترجمہ: یعنی خوش اخلاقی سے پیش آؤ اگرچہ کفار کے ساتھ ہو۔ اور موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ بھی ایسا ہی تھا۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے انکو فرعون کے ساتھ نرمی سے پیش آنے کا حکم فرمایا۔ اور حضرت موسیٰ اور ان کے بھائی حضرت ہارونؑ سے فرمایا۔

(اذْهَبَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ) (طٰهٰ)

ترجمہ: یعنی تم دونوں بھائی فرعون کے پاس جاؤ بے شک اس نے سرکشی کی ہے۔ اور نرمی کے ساتھ اس کو نصیحت کو مانے یا ڈر جائے

حضور ﷺ بڑے خوش مزاج اور مجاھد تھے

اور حضور ﷺ بڑے خوش مزاج اور مجاہد تھے۔ ایک قوم کے ساتھ خوش مزاجی فرماتے تھے اور ایک قوم کے ساتھ جہاد کرتے تھے جیسا کہ آپ نے اپنی رسالت کی مصلحتوں کے مناسب دیکھا کیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت کے کمال پر پہنچایا تھا۔

انبیا کرام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش

اللہ تعالیٰ کے انبیاء بہت بڑی تعداد کے ساتھ ہوئے۔ چنانچہ بعض کا قول ہے کہ ایک لاکھ چار ہزار بیس نبی مختلف اصناف سے ہوئے ہیں۔ اور زیادہ ان میں بنی اسرائیل میں سے ہوئے تھے یہ تعداد انبیاء کی ہے۔ ان میں سے تین سو تیرہ رسالت کے ساتھ مخصوص ہوئے ہیں۔ کیونکہ نبوت نور منفرد ہے۔ اور رسالت نور مرکب ہے اس کے انعکاس کے ساتھ جو فائق کے مرکب میں ہے وہ مفرد میں نہیں پایا جاتا اور چونکہ نور نبوت کا انعکاس بہت کم اشخاص میں ہوا ہے اس سبب سے رسولوں کی تعداد نبیوں سے کم ہے۔ کیونکہ نور جب صاف شفاف چیز پر پڑتا ہے تو منعکس نہیں ہوتا مگر جب زمین پر پڑتا ہے تو منعکس ہو جاتا ہے چنانچہ اس کا منعکس ہونا مثل رسالت کے اور چمکنا مثل نبوت کے ہے۔ دن جب بھی ہوتا ہے جب سورج کی روشنی منعکس ہوتی ہے ایسے ہی خلقت کی ہدایت اسی وقت ہوتی ہے جب رسالت ظاہر ہوتی ہے۔

انبیاء علیہ السلام کا نور مومنوں کے نور سے زیادہ ہے

ہر نبی کے ساتھ ان کے نور نبوت سے ایک قوت مخصوص ہوتی تھی۔ اور ہر رسول کے پاس یہ سبب انعکاس کے نور نبوت سے زائد نور تھا۔ چنانچہ انبیاء کا نور مومنوں کے نور سے زیادہ ہے اور رسولوں کا نور نبیوں کے نور سے زیادہ ہے کیونکہ نبیوں کے پاس ایک نور ہے اور رسولوں کے پاس دو نور ہیں ایک نور نبوت کا اور دوسرا نور رسالت کا یہ بات تم کو پہلے ہی معلوم ہو چکی ہے۔ کہ نبوت کا نور عقل سے ہے۔ اور رسالت کا نور نفس سے ہے۔ اور دونوں نوروں کا جمع ہونا۔ ایک نور کے برابر کیسے ہوسکتا ہے۔ پس نور علی نور نبوت اور رسالت کا جمع ہونا ہے۔ اور یہ بات بھی ظاہر ہے

ہو سکتا ہو۔ پس نور علی نور نبوت اور رسالت کا جمع ہونا ہے۔ اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ تین نوروں کا جمع ہونا دو نوروں کے جمع ہونے سے بھی افضل اور بہتر ہے۔

اولولعزم رسولوں میں تین نور

اور وہ تین نور یہ ہیں۔ نور رسالت۔ نور نبوت۔ نور ظہور جو بمنزلہ وجود کے ہیں۔ یہ تینوں اولولعزم رسولوں میں جمع ہوئے ہیں۔ پس جیسے کہ رسل ﷺ نبیوں میں مخصوص ہیں ایسے ہی اولوالعزم رسولوں میں مخصوص ہیں۔ اور ان کی گنتی رسولوں سے بھی بہت تھوڑی ہے کل رسول تین سو تیرہ ہیں۔ اور اولولعزم ان میں سے چھ ہیں جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ اولولعزم رسول چھ ہیں آدم اور نوح اور ابراہیم اور موسےٰ اور عیسیٰ علیہم سلام اور حضرت محمد ﷺ

(نبوت اور رسالت کسبی نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک نور ہے جو اللہ تعالیٰ نے نبی یا رسول کے مبارک مادہ میں فطرتی رکھا)۔

تحقیق کلام کی رو سے

تحقیق کلام کی رو سے آدم اولولعزم کی گنتی سے خارج ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا ہے۔

یعنی آدم بھول گئے اور ہم نے اُن کا عزم نہیں پایا اور اگر اس عزم سے معاصی کا عزم مراد لیا جائے تو آدم علیہ سلام اولولعزم رسولوں میں شمار ہوں گے۔ جو رسول کے اولولعزم سے ہیں۔ ان کو صاحب دورہ تامہ کہا جاتا ہے اور انہی کے واسطے دائرہ کبریٰ ہے اور دائرہ کبریٰ ان چیزوں پر مشتمل ہے رسالت نبوت کتاب عزیت

دعوت ملت امت شریعت خلافت۔ اور دائرہ تامہ ہزار برس کا ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

(وَاِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ)

یعنی بے شک تیرے رب کے پاس کا ایک روز تمہارے شمار کے ہزار برس کے برابر ہے۔ پس یہی دسوں یا تین رسولوں میں سے جس شخص میں مجتمع ہوں وہ اولولعزم میں سے ہے۔ مگر ان چھ آدمیوں کے سوا اور کسی میں نہیں پائی گئیں اور ایک اور روایت میں پانچ اولوالعزم آئے ہیں۔ ان کی شریعتیں اور کتابیں پائی جاتی ہیں اور ان میں سے بعض کی امتیں بھی موجود ہیں جیسے کہ نوح علیہ السلام کی انواح اور ابراہیم علیہ السلام کے صحیفہ اور موسیٰ علیہ السلام کی تورات اور عیسےٰ علیہ السلام کی انجیل اور حضرت محمد ﷺ کا قرآن مجید یہ سب کتابیں موجود ہیں اور داؤد علیہ السلام کی زبور کو جو لوگ ان میں شامل کرتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ زبور میں تورات ہی کے چھپے ہوئے کچھ احکام ہیں۔ مجوسیوں کی کتاب ژند میں اس بات کا دعوٰی ہے۔ سبا میں جملہ صحف ابراہیم علیہ السلام کے ہیں مجوس کے کلام اور ان کتابوں کے متعلق ہماری بہت بڑی بحث ہے۔ مگر اس کا یہاں موقع نہیں ہے۔ پہلی کتابوں میں سے اس زمانہ میں جو کتابیں پائی جاتی ہیں وہ یہ ہیں سبا مجوس کے اندر اور توریت یہودیوں میں اور انجیل نصاریٰ میں اور فرقان جو سب منزلہ کتابوں میں بہتر اور خوب تر مسلمانوں میں

قرآن مجید تمام آسمانی کتابوں سے افضل ہے

رسولوں کا تفاوت اور ان کے درجوں کا فرق ان کی کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہو جاتا ہے۔ یعنی جو کتاب کامل اور وافی ہوگی اور اس کے معانی کثیر اور واضح

اور خوب ہونگے اس کے رسول بھی جن پر وہ کتاب نازل ہوئی ہے کامل اور اشرف اور اظہر اور انور ہونگے۔ چنانچہ تورات احکام کی طرف زیادہ مائل ہے۔ اور تشبیہ کے کلام سے آمیز ہو اور انجیل مقدمات حکمت اور علم اخلاق کی طرف مائل ہے اور صحف ابراہیم اخلاق اور آسمانی امور میں نظر کرنے کی طرف زیادہ مائل ہیں۔ اور زبور علم مواعظ پر شامل ہے۔ کہ اور قرآن مجید جس کی شان یہ ہے۔

(لَا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَكِیْمٍ حَمِیْدٍ)

ترجمہ: یعنی باطل کا گزر اس میں آگے سے ہے نہ پیچھے سے ہے۔ اور یہ نازل ہوا ہے حکمت والے کے پاس سے جو لائق حمد ہے پس یہ قرآن شریف کل آسمان وزمین کے علوم پر شامل ہے۔

(وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ)

ترجمہ: یعنی کوئی تر وخشک ایسا نہیں ہے۔ جو کتاب روشن یعنی قرآن شریف میں نہ ہو۔

قرآن مجید بحر محیط ہے

یہ ایک دریا محیط ہے۔ اس میں گزشتہ وآئندہ کی سب چیزیں ہیں اور زمانہ موجودگی کے احکام بھی ہیں۔ اور یہی کہ وہ قاف ہے اور یہی حق کی میزان ہے جو شخص اس کے اندر اپنے علم وعمل کو تولتا ہے وہ خسارہ اور نقصان سے نجات پاتا ہے۔

قرآن شریف کا ہر کلمہ مثل درجہ کے ہے۔ اور ہر حرف مثل وقیقہ کے اور ہر آیت مثل برج کے اور ہر سورت مثل آسمان کے جن کے اندر معانی ربانیہ کے آفتاب سیر

قرآن شریف کا ہر کلمہ مثل درجہ کے ہے۔ اور ہر حرف مثل وقیقہ کے اور ہر آیت مثل برج کے اور ہر سورت مثل آسمان کے جن کے اندر معانی ربانیہ کے آفتاب سیر کر رہے ہیں۔

(وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ) (لقمان)

ترجمہ: یعنی اگر زمین کے جس قدر درخت ہیں سب کی قلمیں اور سات سمندروں کی سیاہی بنا کر ان سے خدا کے باتیں لکھی جائیں۔ تب بھی ختم نہ ہوں۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے

(قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا)

ترجمہ: فرمادو اگر سمندر کی سیاہی ہو میرے رب کے کلمات لکھنے کے واسطے تو کلمات کے ختم ہونے سے پہلے سیاہی ختم ہو جائے اور اگرچہ اس کے ساتھ اس کی برابر سیاہی ہو۔ تو وہ بھی ختم ہو جائے مگر رب کے کلمات ختم نہ ہوں۔

قرآن مجید صراط مستقیم

یہ قرآن شریف کلام اللہ ہو اور حبل المتین ہے صراط مستقیم ہے اور یہی خط استواء ہے۔ اور یہی تریاق اکبر ہے اور یہی کبریت احمر ہے اس میں کل معانی اور مثالیں پائی جاتی ہیں۔ اور اس میں تنزیل اور تاویل ہے اور اسی میں تحقیق اور تعطیل اور نقص او تکمیل ہے۔

اسی میں تورات انجیل اور زبور پائی جاتی ہیں اور اسی سے آسمان وزمین اور ظلمت اور نور کی پہچان کا علم پیدا ہوتا ہے۔

الحمد کے الف اور بسم اللہ کی ب

چنانچہ صحیح حدیث میں روایت ہے کہ حضرت امیر المومنین امام المتقین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ سے کسی شخص نے عرض کیا کہ یہود کہتے ہیں۔ توریت چالیس اونٹوں کے بوجھ کے برابر ہے۔ آپ نے فرمایا میں کہتا ہوں کہ الحمد کے الف اور بسم اللہ کی ب میں اس قدر معانی ہیں کہ اگر ان کو لکھا جائے تو چالیس بوجھ ہو جائیں پس بے شک قرآن کا ایک حرف توریت اور اس کے کل مضامین سے بہتر ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی میری پیروی کرتے

اور حضور ﷺ سے صحیح طور پر وارد ہے کہ آپ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں تورات کا ایک جز دیکھا۔ فرمایا اے عمر یہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ توریت کا ایک جز ہے پس یہ سنتے ہی رسول خدا ﷺ کا چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا اور فرمایا اے عمر کیا کتاب اللہ اور اس کی قرآت تجھ کو کافی نہیں ہے۔ قسم ہے خدا کی موسیٰ زندہ ہوتے تو ان کو بھی سوا میری پیروی کے کوئی چارہ نہ ہوتا۔ بس اے طالب قرآن مجید میں نظر کر اور اس کے معانی میں غور فکر کر اور پھر اس سے رسولوں کے درجے معلوم کر لے کیونکہ رسولوں کے درجوں کا فرق اُن کی کتابوں سے معلوم ہو جاتا ہے۔

صاحب قرآن تمام رسولوں سے افضل ہیں

اور وہ رسول جو صاحب کتاب نہیں تھے۔ اور اولوالعزم رسولوں کی پیروی کرتے تھے یہ ہر دو دوروں کے درمیان میں پانچ پانچ شخص تھے جیسے حضرت زکریا اور یحییٰ اور ادریس اور یونس بن متیٰ اور ذوالکفل اور ایوب اور داؤد اور سلیمان اور الیسع اور

ہود اور صالح اور یوسف وغیرہم علیہم السلام اور یہ سب صالحین میں سے تھے۔ اور بعض ان رسولوں میں سے اولوالعزم کے خلیفہ ہوئے ہیں جیسے حضرت شیث اور لوط اور شعیب اور اسماعیل اور اسحاق اور ہارون وغیرہم علیہم السلام ان کے مراتب کی شرح اور تفصیل نہایت طویل ہے ہم کو ان سب کے مراتب اور مقامات معلوم ہیں۔ ان کے مدارج کا فرق بھی معلوم ہے خوب معلوم ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ان کے حالات واضح طور سے بیان کر دیے ہیں جس کو حالات اُن کے معلوم کرنے کا شوق ہو۔ وہ قرآن شریف میں غور و تامل کرے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے قلب کی آنکھ کو کھول دے گا اور وہ رسولوں اور اولوالعزموں کے مراتب اچھی طرح دیکھ لیگا۔

انبیاء کرام کی معراج

معلوم ہو کہ ہر ایک رسول کو ان کے مرتبہ اور قرب حق کے موافق معراج ہوئی ہے جس میں وہ اپنے اعلیٰ مقام میں پہنچے ہیں چنانچہ ان میں سے اکثر مراتب ارکان سے آگے نہیں بڑھے اور کسی کی معراج مٹی کی طرف ہوئی ہے اور کسی کی پانی کی طرف اور کسی کی ہوا کی طرف اور کسی کی آگ کی طرف ہوئی ہے۔ چنانچہ حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہم السلام کی معراج مٹی یعنی زمین کی طرف ہوئی اور حضرت نوح اور حضرت یونس علیہم السلام کی معراج پانی کی طرف ہوئی اور حضرت سلیمان اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کی معراج ہوا کی طرف ہوئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی معراج آگ کی طرف ہوئی اور ہمارے حضور سید المرسلین خاتم النبیین محمد ﷺ کی معراج عالم طبائع سے ملکوت اعلےٰ کی طرف ہوئی

(ثُمَّ دَنٰى فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى)

پس رسولوں کی تفصیل رسالت کے مرتبوں میں ہے اور ان کی خصلتوں میں جو ان کی جوہر ذات کے اندر ہیں۔ مگر نبوت کے اندر سب نبی برابر ہیں۔ کسی کو کسی پر فضیلت نہیں ہے۔ پس رسالت کی حقیقت نبوت سے مستفاد ہے اور نبوت خاص ذات باری تعالیٰ سے مستفاد ہے۔

جب خداوند تعالیٰ کسی بندہ کے قلب کی طرف روح قدس کے ساتھ نظر کرتا ہے۔ اور وہ بندہ نظر بندہ کی روح کے ساتھ اتصال کرتی ہے تب اس سے رسالت کی روشنی نمودار ہوتی ہے پس گویا رسالت نبوت کی معاد اور نبوت رسالت کا مبداء ہے

حضور علیہ ﷺ کا عروج

حضرت آدم علیہ سلام پہلی ہستی ہیں۔ جن میں رسالت کے نور نے جلوہ کیا ہے اور نبوت کی جناب سے دعوت کی زمین کی طرف باہر کئے گئے اور حضور ﷺ آخری شخصیت ہیں۔ جن پر نبوت نازل ہوا اور حضیض رسالت سے ان کو اوج نبوت پر پہنچایا۔ یعنی آدم علیہ سلام کا نزول تحقیق نبوت سے تنزیل رسالت کی طرف تھا اور حضرت محمد ﷺ کا عروج تنزیل دعوت سے نور نبوت اور حقیقت آدمیت کی طرف تھا۔

جن لوگوں پہ ہے انعام تیرا   اُن لوگوں میں بھی لکھ دے نام میرا

پس اے طالب تجھکو لازم ہے کہ انبیاء اور مرسلین کا اتباع کرے یہ تجھکو رحمت کی زنجیر سے باندھ کر نجات کی حضور میں پہنچا دینگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ

عَلَیْھِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ)

جن لوگوں نے اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کی وہ ان لوگوں کے ساتھ ہونگے۔ جن پر اللہ نے انعام کیا ہے نبیوں اور صدیقوں اور شہداء اور صالحین سے۔ انبیاء آدم علیہ سلام اور حضرت محمد ﷺ علیہ وسلم ہیں۔ اور صدیق حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور شہداء حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور صالحین میں سے ابو حنفیہ اور شافعی رحمتہ علیہم وغیرہ ہیں (وحسن اولئیک رفیقا) اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں یعنی عیسےٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے وقت اور وہ مہدی ہیں۔ جن کی شان میں رسول خدا ﷺ وسلم نے فرمایا ہے ل (لا مہدی الا عیسی بن مریم) یعنی نہیں ہے مہدی مگر عیسےٰ بن مریم واللہ بالصواب۔ (بعض مشہور حدیثوں میں اس کے خلاف وارد ہے یعنی ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی علیہ السلام حضور کی اولاد میں سے ایک شخص ہونگے۔ جن کی ماں کا نام آمنہ اور باپ کا نام عبد اللہ ہوگا)۔

نور محمد ﷺ کی تقسیم

اور حضور ﷺ خود فرماتے ہیں (اول ما خلق اللہ نوری)

پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا کی وہ میرا نور ہے اس نور کے اللہ تعالیٰ نے چار حصے کیے ہیں ایک حصہ سے عرش بنایا دوسرے حصہ سے قلم بنائی اور اس سے فرمایا کہ عرش کے گرد لکھ اس نے عرض کی میں کیا لکھوں فرمایا میری توحید اور میرے نبی کی فضیلت لکھ۔ تب قلم عرش کے گرد جاری ہوا اور اس نے لکھا (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ) اور تیسرے حصے سے اللہ تعالیٰ نے لوح کو پیدا کیا۔ اور قلم سے فرمایا لوح پر لکھ قلم نے عرض کیا اے پروردگار میں کیا لکھوں فرمایا میرا علم اور جو کچھ میں قیامت تک پیدا کرونگا پس قلم نے لوح پر لکھنا شروع کیا۔ اور چوتھا حصہ ایک عرصہ تک منزو درہا

۔یہاں تک کہ عظمت سے متصل ہوا اور سجدہ بجالایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے چار حصے کیے اور پہلے حصہ سے عقل کو پیدا کیا۔ اور سر میں اس کو جگہ دی دوسرے حصے سے معرفت کو پیدا کیا اور سینہ میں اس کو جگہ دی تیسرے حصہ سے سورج اور چاند کے نور کو اور آنکھوں کی روشنی کو پیدا کیا۔ چوتھے حصے سے عرش کے اوپر غلاف (یعنی اس کے گرد حجابات) پیدا کیے۔ پھر اس کے نور کو آدم کے اندر ودیعت رکھا۔

آدم علیہ السلام کے سجدہ کی اصل وہی نور محمدی ﷺ تھا

چنانچہ آدم کے سجدہ کی اصل وہی نور محمدی ﷺ تھا۔ عرش کا نور بھی محمد کے نور سے ہے اور قلب کا نور بھی محمد کے نور سے اور لوح کا نور بھی محمد کے نور سے ہے اور عقل کا نور بھی محمد کے نور سے ہے۔ اور معرفت کا نور بھی محمد کے نور سے ہے۔ اور آدم کا نور بھی محمد ﷺ کے نور سے ہے اور دن کا نور بھی محمد ﷺ کے نور سے ہے اور آنکھوں کا نور بھی محمد ﷺ کے نور سے ہے اور محمد ﷺ کا نور جبار جل جلالہ کے نور سے ہے۔ یہ حدیث عزیز حسن ہے اور بہت سے معانی کا مجموعہ ہے اسکو محمد بن منکدر نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کیا ہے اور اس حدیث کا انکار وہی شخص کریگا جو نبوت کے کمال سے ناواقف ہے اور جو اس کو خوب جانتا ہے جیسا کہ جاننا چاہیے اور اس کے دل میں حضور ﷺ کا یہ فرمان جگہ پکڑے ہوئے ہے۔ (کنت نبیا والادم بین الماء والطین) وہ جانتا ہے کہ حضور علیہ السلام کل موجودات سے اسبق اور کل مخلوقات سے اکمل ہیں۔ اگرچہ آپ کا جسم جسمانی اور شخصیت نورانی مثل اور موجودات کے تھا۔ مگر آپ اپنے نور اور صفاء جوہر اور کمال ذات کے ساتھ ایک مفرد ہستی تھے۔ بغیر تغیر اور تعلق اور آلہ اور آداۃ اور موضوع اور خیز اور وضع کے۔ وجود آپ کا زمان اور مکان سب سے پہلے تھا اور آپ نور الہی اور نبوت ربانی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلمہ علیا کے ساتھ آپ کو پیدا کیا تھا اور اپنے صحیح علم سے

اپنے ارادہ کے ساتھ آپ کو نکال کر ذات عقل میں مرکوز رکھا جیسے کہ نیک خطرہ عالم عاقل کے قلب میں رہتا ہے اور نبوت عقل اول کے اندر اس طرح سے ہوگئی جیسے مکان کا نقشہ معمار کے دل میں ہوتا ہے۔ چنانچہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت عقل اول کی ذات کے اندر تھی جو روحانیات کی عمارتوں کی معمار ہے۔ پھر یہ نور نبوت شائع ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو سب چیزوں سے کامل تر اور کل موجودات سے سابق تر بنایا اور اُس کے نور اور روشنی کو تمام اجرام واجسام علوی وسفلی پر تقسیم کیا۔ تاکہ سب اجزاء موجودہ مرتبہ میں اُس سے کم رہیں اور شریعت طبیعت پر مقدم ہو۔

معمار جب مکان بنانا چاہتا ہے۔ تب وہ سب سے پہلے اُس کے نقشے کی فکر کرتا ہے۔ پھر مکان کے واسطے جو سامان مہیا کرنے ہوتے ہیں۔ اُن کو مہیا کرتا ہے۔ جیسے اینٹ پتھر مٹی چونا لکڑی وغیرہ اور یہ سب چیزیں اسی نقشہ کے تابع ہوتی ہیں۔ جو معمار کے دل میں ہے اور جس کے اوپر اُس نے مکان کی بنیاد ڈالی ہے۔ پس اسی طرح تمام موجودات نور نبوت کے تابع ہیں۔ جس کے سبب سے یہ پوری ہوئی ہیں اور وجود کامل ہوا ہے۔

نوری محمد ﷺ

پھر جب اللہ تعالیٰ نے عالم روحانی کو ابداع کیا۔ اور عالم جسمانی کو خلق کیا۔ نور نبوت کو عقل کی ذات سے اس طرح نکالا جیسے مکان کی صورت معمار کی ضمیر سے نکلتی ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس نور کے حصے کیے اور تمام عالم کے ہر ایک جز کو اس نور میں اس کا حصہ عنایت کیا۔ چنانچہ اسی نور سے چاند سورج روشن ہوئے اور اسی نور سے عرش اور لوح وقلم کا نور ہے اور اسی نور سے آسمانوں کو ستاروں کے ساتھ زینت دی گئی ہے اور اسی نور سے زمینیں بچھائی گئی ہیں۔ پھر دوبارہ وہ نور نفس اول کی قوت

میں آدم کی پیدائش تک رکھا گیا یہاں تک کہ آدم علیہ سلام کا خمیر بنایا گیا۔ اور اس کی ترکیب اور ترتیب ہو کر وہ نور ربانی اس کے قلب میں ڈالا گیا۔ پس اسی نور کی برکت سے آدم علیہ السلام کامل عاقل عالم بن گئے۔

آمنہ تیری قسمت پہ لاکھوں سلام

حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہم

یہی نورِ نبوت جو آدم علیہ سلام کے قلب میں ڈالا گیا تھا۔ اُن کی نسل میں جاری کیا گیا یہاں تک کہ آدم علیہ سلام سے منتقل ہوا شیث علیہ سلام میں آیا اور شیث علیہ سلام سے اسی طرح پاک باپوں کی پشتوں اور پاک ماؤں کے رحموں میں منتقل ہوتا ہوا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ کے اندر منتقل ہوا اور وہاں اس نے صورت محمدی اختیار کی اور جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اس نور سے عالم روحانی کو ابداع کیا تھا ایسے ہی عالم جسمانی کو اس سے مجسم کیا پس گویا یہ نور ابتدا میں معمار کا نقشہ تھا جو آخر میں مثل اس آخری اینٹ کے ظاہر ہوا جس پر مکان کی تعمیر ختم ہوتی ہے پس جو چیز علم الٰہی میں تھی وہ آسمانوں اور زمین کو محیط تھی اور اسی کے نور سے نورانیت کے آخر تک نور پہنچا اور کل اشیاء موجود ہوئیں چنانچہ فرمایا (کنت نبیا وادم بین الماء والطین)

اور جب یہ نور ہیکل جسمانی میں ظاہر ہوا تو اس آخری اینٹ کی طرح اپنے ابناء جنس میں مشترک ہو گیا چنانچہ فرمایا گیا۔

(قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ) (کہف)

اور اللہ نے فرمایا۔

(وَاِنَّکَ لَتَھْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ)

اور بے شک تم سیدھے راستے کی ہدایت کرتے ہو جب آپ نورانیت محضہ میں تھے تو مثل معمار کے نقشے میں تھے جس کے بغیر وجود صحیح نہیں ہو سکتا تھا جب آپ اپنی ہیکل کے ساتھ مجسد ہوئے تب مکان کے اجزاء میں سے ایک جز کی مثل ہو گئے

نور مصطفیٰ ﷺ کے طفیل حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ ہوا

پس نور الٰہی جب جنس شخص میں منتقل ہوا تو اس کے ادراک اس کے صغر حجم سے دیکھنے والوں کی نظر سے آسان ہو گیا جیسا کہ سورج جب بادل میں آجاتا ہے تو دیکھنے والوں کو دیکھنا آسان ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کا نور آدم علیہ السلام کے قلب میں مرکب کیا تب اسی نور کے اٹھانے سے آدم علیہ السلام سجدہ کے مستحق ہوئے

وہ امانت کیا تھی

درحقیقت اللہ تعالیٰ کی امانت یہی نور نبوت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تھا اور انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا تھا اور ڈر گئے تھے اور انسان نے اس کو اٹھا لیا پس اسی نور اور اسی امانت کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم فرشتوں کو فرمایا کیونکہ سجدہ نور محض کے واسطے تھا اور سجدہ کرنے والے بھی نور ہی کے جز سے تھے اور نور نبوت کے واسطے یہ بات بھی ضروری ہے کہ اس کے مقابلہ ظلمت پائی جائے تا کہ اس کی ضد ہو

نور کے مقابلے میں ظلمت

اسی سبب سے شیطان آدم علیہ السلام کا مخالف ہوا تا کہ نور کے مقابلہ میں ظلمت پائی جائے پھر جب وہ نور آدم علیہ السلام سے حضرت محمد ﷺ کے جسم مبارک میں منتقل ہوا ابلیس لعین کی ظلمت بھی ابو جہل بن ہشام کی بد صورت میں منتقل ہوئی چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا ہر نبی کے واسطے ایک شیطان ہوتا ہے اور میرے لیے بہت شیطان ہیں پس حضور ﷺ در حقیقت نور الٰہی یا نور کے نور ہیں اور شیطان آپ کے مقابل میں ایک ظلمت ہے پس اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو ظلمت سے نور کی طرف لاتا ہے اور دشمنوں کو نور سے ظلمت کیطرف لے جاتا ہے جب حضور ﷺ ظاہر ہوئے تو وہ ظلمت آپ کے سامنے مقابل ہوئی اور اس نے آپ کو تکلیف پہنچائی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسکین اور تقویت کے واسطے فرمایا یعنی ہم آپ کو مذاق کرنے والوں سے کافی ہو گئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ معبود بناتے ہیں۔

حضور ﷺ کو ایک شخص شمار نہ کرو

پھر جبکہ جاہلوں نے آپ کو مشخصات میں سے شمار کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس زمرے سے آپ کی علیحدگی ظاہر فرمائی چنانچہ فرمایا محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہے مگر وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں (احزاب) یعنی اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو حضور کی تحدید اور تعدید سے منع فرمایا کہ ان کو ایک شخص سے واحد شمار نہ کرو اور نہ بشریت کی نگاہ سے ان کی طرف نظر کرو تا کہ ان کو اجزاء بشر میں سے ایک جز دیکھو بلکہ ان کی اس نورانی صورت پر نظر کرو جو وجود سے پہلے تھی تا کہ تم ایک نور دیکھو جس نے آخر موجودات تک احاطہ کر رکھا ہے

جو حضور ﷺ کو اپنی مثل سمجھتا ہے وہ اندھا ہے

جس شخص نے آپ کو مثل اور شخصوں کے ایک شخص دیکھا اللہ تعالیٰ نے اس کی مذمت فرمائی فرمایا یعنی تم دیکھتے ہو ان کو کہ تمہاری طرف نظر کرتے ہیں مگر کچھ نہیں دیکھتے اور فرمایا

(صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ)

ترجمہ: یعنی یہ بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں پس وہ نہیں سمجھتے ہیں

حضور ﷺ کے کمالات

پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے کمالات کو بیان فرمایا ہے۔

(يٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ)

ترجمہ: قسم ہے قرآن حکیم کی کہ آپ رسولوں میں سے ہیں سیدھے راستے پر اور تذلل اور مشقت اٹھانے سے آپ کو منع فرمایا۔

(طٰهٰ مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰى) (طٰہٰ)

ترجمہ: یعنی اے محبوب ﷺ ہم نے تم پر قرآن پاک اس لیے نہیں نازل کیا ہے کہ تم مشقت میں پڑو اور آپ کو حکم فرمایا ہے کہ ہمیشہ اپنے عنصر ربانی کی طرف مبدء اور معاد کی طرفوں میں نظر رکھیں چنانچہ فرمایا۔ اے میرے پروردگار مجھ کو اچھے ٹھکانے میں داخل فرما اور اچھی طرح سے نکال اور اپنے پاس سے میرے واسطے فتحیابی کا غلبہ نصیب فرما اور پھر آپ کے نور کی برکت واقع ہونے کو فرمایا یعنی حق آیا اور باطل دور ہوا بے شک باطل دور ہونا ہی تھا (بنی اسرائیل)

اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کا راستہ

آپ کو مزید عنایت کے ساتھ مخصوص کیا اور لوگوں کو اپنی اطاعت کی طرف بلانے کا خود آپ کو حکم فرمایا اور فرمایا فرماؤ اے لوگو! اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو میرا اتباع کرو خدا تم سے محبت کریگا اور تمہارے گناہ بخش دیگا اور آپ کی دعوت کے مرتبوں کی تین قسمیں فرمائی۔

اپنے حبیب ﷺ کو تمام پر فوقیت عطا فرمائی

اللہ تعالیٰ نے آپ کو نور بیاں پر نور عیاء کی زیادتی کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے تا کہ جو کچھ آپ فرمائے رویت حق سے فرمائے تا علم حق سے چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا میرے پاس دو فرشتے آئے اور حکمت سے بھرا ہوا ایک طشت لائے اور اس حکمت کو میرے قلب میں ڈالا پس میں امور کو ظاہر دیکھتا ہوں اور حضور ﷺ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بے شک ابراہیم میرے خلیل ہے اور موسیٰ میرے محب ہے اور بے شک محمد ﷺ میرے حبیب ہیں۔ قسم ہے مجھ کو اپنی عزت اور جلال کی میں نے اپنے حبیب کو اپنے خلیل اور محب سب پر فوقیت دی

خالق نے وہ مرتبہ ہے تجھ کو دیا

حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے وہ بلند مقام عنایت کیا ہے جہاں کوئی سالک نہیں پہنچا اور نہ کسی کو اس کی حقیقت کا عرفان نصیب ہوا تمام موجودات اس کے درجے سے گر گئیں اور کل مخلوقات اس کی بلندی سے منقطع ہو گئیں اور اس مقام میں آپ کو پہنچایا جہاں آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنی رفاقت سے اور موسیٰ علیہ السلام کی اپنی موافقت سے خبر دی ہے (معراج کی رات) پھر جب آپ حق کی جناب میں پہنچے اور اپنے رب کو چشم حق سے دیکھا خداوند تعالیٰ نے آپ سے کلام کیا اور وہ باتیں آپ کو تعلیم کی جو آپ نہیں جانتے تھے اور آپ سے فرمایا (وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ

باتیں آپ کو تعلیم کی جو آپ نہیں جانتے تھے اور آپ سے فرمایا (وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ
وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا) آلِ عمران)

اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور خدا کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنایا اور ہدایت کرنے والا اور تقسیم کرنے والا اور میزان اور صراط اور شاہد اور متوسط اور شفیع اور نبی اور جنت اور نور اور سرور خطیب اور ادیب اور رفیق اور قدیر بنایا ہے چنانچہ فرمایا (اللہ تعالیٰ کی وہی ذات پاک ہے جس نے ان پڑھوں میں ایسا رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور کتاب اور حکمت ان کو سکھاتا ہے اگر چہ وہ پہلے ظاہر گمراہی میں تھے (جمعہ)

حضور ﷺ خاتم النبیین ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم النبیین کیا کیونکہ آپ میں کل اخلاق نبوت اور رسالت کے جمع فرمائے نبوت اخلاق الٰہی میں سے بہت سے اخلاق پر شامل ہیں جیسے جود، کرم، قدرت، قوت، شجاعت، علم، مغفرت، عفوہ، پردہ پوشی، فساد کی اصلاح، حق کی طرف مائل ہونا، باطل سے روگردانی کرنا، ظلمت کو دفع کرنا، حق کو قائم کرنا، دین کی مدد کرنا، لوگوں کے حقوق کی حفاظت کرنا، اور سعادت حاصل کرنے کے واسطے ان کے لیے قواعد مقرر کرنا۔

حضور ﷺ کے اوصاف حمیدہ

اور رسالت کے یہ اخلاق ہیں۔ نرمی خوش اخلاقی خوش کلامی لوگوں سے محبت کے ساتھ میل جول حق کی جانب اختیار کرنی عدل کو قائم کرنا قواعد اسلامی کو شائع کرنا مسلمانوں کو راحت پہنچانی۔ تکلیف ان سے دور کرنی اور ان کی مدد کرنی دشمنوں کو دفع کرنا، دوستوں کے ساتھ عنایت کرنی خدا کے بندوں کو راہ راست

بتانی خدا کی طرف ان کو بلانا حکمت اور نصیحت اور مجادلہ کے ساتھ اور یہ سب باتیں علم کے کمال اور فصاحت کے ساتھ حاصل ہوتی ہے اور ان کے واسطے رفیقوں اور مددگاروں اور کارکنوں کا ہونا بھی ضروری ہے جن کے ذریعے سے تنزیل کی اشاعت کی جائے اور نیز ضرورت ہے کہ عمدہ عمدہ باتیں سنت اور فرض مقرر کی جائے پس یہ کل اخلاق کے رسالت و نبوت اللہ تعالیٰ نے سب اولوالعزم رسولوں میں نہیں جمع کیے بلکہ ان میں سے اکثر ان میں موجود تھے یہ سب ہمارے حضور ﷺ ہی میں کلی طور پر جمع فرمائے چنانچہ فرمایا۔

(وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ) (قلم)

یعنی بے شک آپ خلق عظیم پر ہیں اور خود حضور ﷺ نے فرمایا۔

(بعثت لاتمم مکارم الاخلاق)

یعنی میں اس واسطے بھیجا گیا ہوں کہ اچھے اخلاق کو پورا کروں سب اخلاق آپ کی ذات میں مجتمع ہیں اور جتنی باتیں محبوب اور افضل ہیں سب پر آپ کی مبارک روح مشتمل ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ نبوت ختم فرمائی اسی سبق سے لوگ آپ کے بعد مصلحوں سے مستغنی ہو گئے کیونکہ اب کسی کی اصلاح کی گنجائش ہی نہیں رہی تھی۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری

آں چناں خوباں ھمہ دارند تو تنہا داری

دنیا کی اصلاح اور آخرت کی نجات

لوگ دو باتوں میں رسولوں کے محتاج ہوتے ہیں۔ ایک اُن کے قواعد کے مقرر کرنے میں جن سے دنیا سلامت رہے۔ دوسرے عقبیٰ کی سعادت حاصل کرنے میں چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔ (بعثت لصلاح دنیاکم ونجاۃ عقبٰکم) یعنی میں بھیجا گیا ہوں تمہاری دنیا کی اصلاح اور عاقبت کی نجات کے واسطے۔ پس اسی سبب سے حضور ﷺ کے ساتھ نبوت کا دروازہ بند ہو گیا اور آپ نے فرمایا۔ (لا نبی بعدی) یعنی میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے دلوں میں آپ ﷺ کی محبت ڈال دی اور اپنی مخلوق پر اُس کے ساتھ احسان فرمایا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا۔

(هُوَ الَّذِیْٓ اَیَّدَکَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ)

ترجمہ: یعنی خداوند تعالیٰ کی ہی ذات پاک ہے۔ جس نے اے (محبوب ﷺ) آپ کی اپنی مدد اور مومنوں کے ساتھ تائید کی اور ارشاد فرمایا۔

(وَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ)

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ ہی نے اُن کے دلوں میں محبت ڈالی۔ اگر تم ساری دنیا کا مال خرچ کرتے جب بھی تم سے اُن کے دل میں محبت قائم نہ کی جاتی اور لیکن اللہ نے اُن کی آپس میں محبت ڈال دی اور نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اے رسول ﷺ تم اللہ ہی کی رحمت سے اُن پر مہربان ہوئے ہو۔ اگر آپ غضبناک اور سخت قلب ہوتے۔ تو یہ تمہارے تمہارے پاس سے دور ہو جاتے۔ پس تم ان سے درگزر کرو اور اُن کے واسطے مغفرت کی دعا کرو اور اُن سے ہر ایک بات میں مشورہ کیا کرو اور اللہ تعالیٰ آپ کے دل کو خوش کرنے کے واسطے فرماتا ہے۔

(یَآیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ)

ترجمہ: اے نبی ﷺ تم کو اللہ اور تمہارے پیروی کرنے والے مومنین کافی ہیں۔

خصائص مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور نیز حضور ﷺ نے فرمایا:

یعنی فرماتے ہیں مجھ کو کل انبیاء پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ ایک تو یہ کہ مجھ کو جوامع کلم عنایت ہوئے ہیں۔ دوسری رعب کے ساتھ میں مدد دیا گیا ہوں۔ تیسری غنیمتیں میرے واسطے حلال کی گئی ہیں۔ چوتھی میں کل مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔ پانچیں میرے ساتھ نبوت کو ختم کیا گیا ہے۔ چھٹی میرے لیے تمام زمین مسجد اور اس کی مٹی پاک کی گئی ہے۔ پس ان چھ مرتبوں کے ساتھ حضور ﷺ کو اور انبیاء پر فوقیت اور شرف حاصل ہے

شفاعت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پھر جب حضور سید المرسلین ﷺ مصاعد پر پہنچے اور شرف کمال پر صعود کیا۔ تو فرمایا ادم ومن دونہ تحت لوائی یعنی آدم علیہ سلام اور ان کے سوا سب انبیا اور مرسلین وغیرہ قیامت کے روز میرے جھنڈے کے نیچے ہونگے اور فرمایا انا سید والد ادم ولافخر یعنے میں کل اولاد آدم کا سردار ہوں۔ اور اس پر کچھ فخر نہیں کرتا۔ اور چونکہ ذات پاک آپ کی صورت نورانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شفاعت کی باگ آپ ہی کے ہاتھ میں دی کیونکہ شفاعت کیا ہے۔ نفوس کو عذاب کی قبض سے رہائی دینا اور

عذاب ظلمت کا ایک جز ہے۔ اور ظلمت نور کے مقابل ہے اور حضور نور کی صورت ہیں۔ پس اسی سبب سے نفوس کی عذاب سے رہائی آپ کے ہاتھ میں منحصر ہوئی اور حضور ﷺ ہی اپنی ہدایت کے ساتھ لوگوں کو گمراہی کی ظلمت سے اور اپنی شفاعت کے ساتھ گنہگاروں کو عذاب کی تاریکی سے نجات دینے والے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو پوشیدہ اور ظاہر ہر حالت میں بارگاہ کبریائی کے دوازہ کی طرف رجوع ہونے کا حکم فرمایا۔ تاکہ ابواب رحمت مفاتیح شفاعت کے ساتھ مفتوح ہوں۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ رات کو تہجد کی نماز پڑھو یہ تمہارے واسطے نفل ہے۔ عنقریب تمہارا رب تمہیں قیامت کے روز تمکو ایسی جگہ کھڑا کرے گا جہاں سب تمہاری تعریف کریں گے۔

کبیرہ گنہگاروں کی شفاعت

حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔ شفاعتی لاھل الکبائر من امتی یعنی میری شفاعت اُن لوگوں کے واسطے ہوگی جنہوں نے میری اُمت میں سے گناہ کبیرہ کیے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عیاں اور بیاں کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور آیت ایمان اور برہان آپ کو عنایت کی ہے اور کل مخلوق پر آپ کو پوری فضیلت دی ہے۔ اور آپ کو میزان کے دونوں پلے قرار دیا ہے۔ اور آپ کی امت کو خیر الامم اور آپ کی کتاب کو خیر الکتب گردانا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ) (توبہ)

اے لوگو! بیشک تمہارے پاس رسول تم ہی میں سے آئے ہیں۔ جس بات سے تم کو تکلیف ہو۔ وہ اُن کو ناگوار ہوتی ہے۔ تمہاری بھلائی کے۔ وہ حریص ہیں۔ مومنوں پر نہایت نرم اور مہربان ہیں۔ پس اگر پھر بھی وہ سرتابی کریں۔ تو کہہ دو کہ مجھ کو اللہ کافی ہے۔ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے۔ اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔

خُدا چاہتا ہے۔ رضائے محمد ﷺ

آپ ہی کی طرف شفاعت تفویض ہوئی اور آپ ہی کی سیاست سپرد کی گئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا تمہاری رضا میری رضا ہے اور تمہاری ناراضگی میری ناراضگی ہے اور آپ کا ایسے لوگوں کو اصحاب بنایا جو خیر کے سرچشمہ اور ہدایت کے قانون اور آسمان کے ستارے اور اندھیرے کے چراغ ہیں۔ چنانچہ خود حضور ﷺ نے اپنے اصحاب کی شان میں فرمایا ہے۔ میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں۔ اُن میں سے جس کی تم پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ پھر اُن اصحاب میں سے چار شخصوں کو آپ نے خاص امتیاز عنایت فرمایا اور وہ چاروں شخص ایسے ہیں۔ کہ نہیں محبت کرتا ہے اُن سے مگر مومن اور نہیں بغض رکھتا ہے اُن سے مگر منافق بد بخت۔

حق چار یار

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ اسلام کو کرامت اور سعادت کا ایک مکان بنایا ہے اور حضور ﷺ نے اپنے چاروں یاروں کو اُس مکان کے ستون قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ انا مدینۃ العلم وابوبکر اساسہا وعمر حیطانہا وعثمان سقفہا وعلی بابہا۔ میں علم کا شہر ہوں اور ابوبکر اُس کی بنیاد ہیں اور عمر اُس کی چاردیواری ہیں۔ اور عثمان اُس کی

شہر ہوں اور ابوبکر اُس کی بنیاد ہیں اور عمر اُس کی چاردیواری ہیں۔ اور عثمان اُس کی
چھت ہیں۔ اور علی اُس کے دروازہ ہیں۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

اہلبیت کی شان

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی اہل بیت کے ساتھ مخصوص کیا ہے جو بزرگ لوگ ہیں۔ رحمت کے درخت ہدایت کے کلمے تقویٰ کی کنجیاں صدق اور اخلاص کی باگ اُنہی کے ہاتھ میں ہے اور اُنہیں سے علاج اور خلاصی ہے اور اُنہیں کی شان میں حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔ ستارے اہل آسمان کے واسطے امان ہیں اور میرے اہل بیت اہل زمین کے واسطے امان ہیں۔

سرداروں کے سردار

ہمارے حضور ﷺ سرداروں کے سردار حق کے آئینہ دین کی ترازو صدق کی معیار اور کتاب اللہ کے عامل اور خدا کے وہ بندے ہیں۔ جن کی طرف خدا نے وہ وحی کی جس کی شان میں وہ فرماتا ہے۔ وما ینطق عن الھوی (نجم) خداوند تعالیٰ نے آپکو اپنی کتاب کے اسرار اپنے خطاب کے ساتھ مخصوص کرنے سے پہلے ہی تعلیم کر دیئے تھے۔ چنانچہ اُس کا فرمان ہے۔ الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان۔ رحمان نے سکھایا قرآن پیدا کیا انسان کو اور سکھایا اُس کو بیان پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی کتاب کے مطالعہ کا حکم فرمایا چنانچہ فرمایا۔ اقراء باسم ربک الذی خلق (علق) پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا ہے۔ پس حضور ہی لوح اور قلم اور عرش اور عقل اور نفس ہیں اور حضور ﷺ ہی بمنزلہ اور واح کے ہیں واسطے اشخاص کے اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ کے واسطے ایسی ہیں جیسے عقل کے واسطے نفس ہے۔

سورہ الفتح میں شان مصطفی ﷺ

اللہ تعالیٰ آپ کی اور آپ کے اصحاب کی شان میں سورۃ فتح میں ارشاد فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وہی ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ ارسال فرمایا ہے۔ تاکہ اس دین حق کا کل باطل کے دینوں پر غالب کر دے۔ اور کافی ہے اللہ اس دین کے حق ہونے کی گواہی دینے والا۔

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں۔ وہ سخت ہیں کفار پر اور مہربان ہیں آپس میں تم اُن کو دیکھتے ہو۔ رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے اللہ کے فضل اور اس کی رضامندگی کو وہ لوگ چاہتے ہیں اُن کی نشانی سجدہ کے اثر سے اُن کی پیشانیوں میں موجود ہے۔ یہ مثال اُن کی تورات اور انجیل میں مذکور ہے۔

تورات انجیل اور زبور میں حضور ﷺ کا ذکر خیر

ہمارے حضور ﷺ کا ذکر خداوند تعالیٰ نے تورات انجیل اور زبور مین فرمایا ہے اور آپ کے یہ نام ذکر کئے ہیں۔ ھادی ماحی احمد نور جس نے اُس کے نور عرش کو مضبوط پکڑا اُنہوں نے نجات پائی اور اپنے مقصد کو پہنچا اور جس نے اُس کے نور کی مخالفت کی وہ ہلاک اور برباد ہو گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔ میں سب نبیوں سے بہتر اور بزرگتر ہوں اور میری امت سب امتوں سے بزرگتر ہے اللہ تعالیٰ نے جنت کو سب امتوں پر حرام کیا ہے۔ جب تک کہ میری امت اس میں داخل نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے۔

(کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ)

آدمیوں کی جس قدر امتیں پیدا کی گئی ہیں۔ تم اُن سب میں بہتر امت ہو نیک بات کا حکم کرتے ہو اور بری بات سے تم منع کرتے ہو۔ پھر ہمارے حضور ﷺ نے باوجود اس کمال ذات اور جلال صفات کے دنیا میں فقر اختیار کیا اور تونگری پر مسکینی کو پسند فرمایا اریہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

(وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ)

یعنی اللہ غنی ہے اور تم فقیر ہو۔

الفقر فخری

حضور ﷺ نے فرمایا۔ الفقر فخری یعنی فقر میرا فخر ہے۔ اور فرمایا ہے۔

(اَللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْكِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْكِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِیْنِ)

یعنی اے اللہ مجھ کو زندہ رکھ مسکینی کے ساتھ اور مجھ کو دنیا سے اُٹھا مسکینی کے ساتھ اور میرا حشر کر مسکینوں کے ساتھ اور آپ غریبی ہی کی حالت میں دنیا مین تشریف لائے اور غریبی کے ساتھ دنیا سے تشریف لے گئے اور تمام عمر آپ نے اس غریبی میں خوشی سے گزاری۔

صدق حضرت ابو بکر کے ساتھ مخصوص ہوا اور عدل حضرت عمر کے ساتھ اور حیا حضرت عثمان کے ساتھ اور علم حضرت علی کے ساتھ رضی اللہ عنہم اجمعین اور حضور ﷺ اول امر کو اپنے نور کے ساتھ اور آخر امر کو اپنے ظہور کے ساتھ شامل ہوئے چنانچہ فرمایا نحن الآخرون۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اے طالب تجھ کو معلوم ہو کہ حضور محمد رسول اللہ ﷺ ہی اُس ترازو کے ساتھ تولنے والے ہیں۔ جس کے دونوں پلے نفی اور اثبات ہیں۔ یعنی لا الہ الا اللہ کے دونوں کلمے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ کو انہیں دونوں پلوں میں اپنے علم کے تولنے کا حکم فرمایا پھر آپ کی امت کے علموں کے تولنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(فَاعْلَمْ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مُتَقَلَّبَکُمْ وَمَثْوٰکُمْ)

ترجمہ: یعنی اس بات کو جان لو کہ بیشک خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور اے رسول ﷺ تم اپنے خاصوں اور عام مومن مردوں اور عورتوں کے گناہوں کے واسطے مغفرت مانگو اور اللہ تعالیٰ تمہارا چلنا اور آرام کرنا جانتا ہے۔

پس اے آخرت کی نجات اور سلامتی کی طلب کرنیوالے اللہ اور رسول ﷺ کے ساتھ ایمان لاؤ اور اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ ڈھونڈو تم کو اپنی رحمت میں سے دگنا حصہ عنایت کریگا۔ اور اس کے حق میں پختہ کلمہ، اور کثرت کے ساتھ خدا کا ذکر کرو صبح و شام اُس کی تسبیح بجالاؤ۔ خدا کی وہ ذات پاک ہے کہ وہ خدا اور اُس کے فرشتے تم پر درود بھیجتے ہیں۔

(یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا)
(احزاب)

اے ایمان والوں رسول خدا پر درود اور سلام بھیجو اور حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ من صلی علی واحدۃ صلی اللہ علیہ عشرا۔ یعنی جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا۔ اللہ تعالیٰ اُس پر دس بار رحمتیں بھیجتا ہے پس اے لوگو اس رسول امین ﷺ کی اقتدا

کرو اور اُن کی شریعت کو مضبوط پکڑو اور اُن کے دین میں اپنی صلاح اور فلاح کو تلاش کرو اس رسول ﷺ کے ساتھ اور اُس کی کتاب کے ساتھ جو اس رسول ﷺ پر نازل ہوئی ہے۔ ایمان لاؤ اور اُس نور کے ساتھ جو خداوند تعالیٰ نے اس رسول امین ﷺ کی ذات اور ان کی اہل بیت اور اُن کے خلفا میں جاری کیا ہے اور اُن کی شریعت کی رسی کو مضبوط پکڑو اور اس کا اتباع کرو تا کہ تم ہدایت پاؤ۔

کس منہ سے بیاں ہوں تیرے اوصاف حمیدہ

رسول خدا ﷺ عالم میں سب سے زیادہ خوشبودار اور معطر اور خوش خلق اور خوبصورت اور خوش بیان اور خوش کلام تھے۔ قول و فعل میں سب سے زیادہ سچے اور مزاج میں سب سے زیادہ عادل اور سب سے زیادہ باریک بین اور جلد معلوم کرنے والے مرتبے میں سب سے زیادہ عقل میں سب سے زیادہ کامل نفس میں سب سے زبردست اور خدا سے سب سے زیادہ قربت رکھنے والے اور نور کے جذب کرنے والے تھے۔ آدم علیہ السلام آپ کی ذات کی ستودہ صفات کا سایہ نوح علیہ سلام آپ کے نشان بردار ابراہیم علیہ سلام آپ کی صفات کے قصہ خواں۔ موسیٰ علیہ سلام آپ کے معجزات کے نائب عیسیٰ علیہ سلام آپ کی شرع کے بشارت دینے والا ادریس علیہ سلام آپ کے ستارہ شناس زکریا علیہ سلام آپ کی مسجد کے موذن یونس علیہ سلام آپ کی قوم کے ساقی ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔ (انا ملیح یوسف احسن) میں ملیح ہوں اور یوسف خوب صورت ہیں (ان اللہ کسا حسنہ من حسن الکرسی ولسا حسنے من حسن عرش)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ان کو کرسی کے حسن سے حسن عنایت کیا تھا اور مجھ کو عرش کے حسن سے حسن عنایت کیا۔

خالق نے تجھے ایسا طرحدار بنایا

یوسف کو بھی تیرا طالب دیدار بنایا (۱۲)

ازل سے پہلے ہی آپ نبوت کو اٹھا چکے تھے اور ازل کے وقت آپ نے رسالت کو اٹھایا اور اپنے وجود کے ظاہر کرنے سے پہلے تمام رسولوں کو بھیج دیا۔ چنانچہ شریعت کا عصا بحرِ تحقیق پر جو مارا۔

تین سو نو چشموں کا ظہور

تو آپ کے جمال میں سے تین ۳۰۹ تین سو نو چشمے چشمہائے کبریائی سے بہ نکلے۔ پس گویا کہ رسول آپ کے فلک جلال کے ستارے ہیں۔ ابلیس لعین آپ کے سامنے آپ کے دین کی مخالفت پر کھڑا ہوا اور اس نے اور اس کے ذریات آپ کے نور کو گل کرنا چاہا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کو لعنت کی اور اپنے قہر کے تازیانہ سے اُس کی تنبیہ اور تادیب فرمائی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو بجھا دیں اپنی پھونکوں سے حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کا پورا کرنے والا ہے۔ اگرچہ مشرک اُس کو بُرا سمجھیں۔ کسی شاعر نے آپ کی تعریف میں آپ کی زبان سے کیا اچھا کہا ہے اُس کا ترجمہ یہ ہے۔

پس آپ ہی مرکزِ دوائر ہیں۔ اور آپ ہی پر عالم گردش کر رہا ہے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔

(لولاك لما خلقت الجنة والنار)

یعنی اگر آپ نہ ہوتے تو میں دوزخ اور جنت کو پیدا نہ کرتا۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔ شعر

قمر منیر دائم الاشراق   قامت علیہ قیامۃ العشاق

ترجمہ: آپ روشن چاند ہیں۔ ہمیشہ چمکنے والے عشاق کے واسطے آپ کا جمال باکمال نہ ملنا قیامت ہے۔ اگر میں ساری عمر آپ کے اخلاق اور شرف میں سے ایک ذرہ کے وصف و توصیف میں صرف کروں تب بھی اُس کا حق کچھ ادا نہیں کر سکتا۔

زندگیاں ختم ہوئیں اور قلم ٹوٹ گئے

تیرے اوصاف حمیدہ کا اک باب بھی پورا نہ ہوا (۱۳)

کیونکہ حضور ﷺ جب انتہا مقامات پر پہنچے اور اعلےٰ سعادات سے مشرف ہوئے۔ تب آپ نے حضیضِ بشری کی طرف رجوع فرمایا اور فقر اختیار کیا۔ چنانچہ فرمایا۔ (انا بشر مثلکم) یعنی میں بھی مثل تمہاری ایک انسان ہوں اور آپ کے پرودگار نے آپ سے فرمایا

(اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ)

ترجمہ: یعنی بیشک ہم نے آپ کو حوضِ کوثر عنایت کیا ہے۔ پس آپ اپنے پرودگار کی نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔ بیشک جو آپ سے مخالفت رکھتے ہیں۔ وہی نیست و نابود اور بے نام و نشان ہونے والے ہیں۔

اسلام کی حقانیت اور

سائنسی علوم پر مشتمل

مایہ ناز تصنیف

حضرت امام محمد غزالی رحمتہ اللہ علیہ

کائنات کے عجیب راز

ترجمہ و ترتیب حافظ وسیم شرف قادری

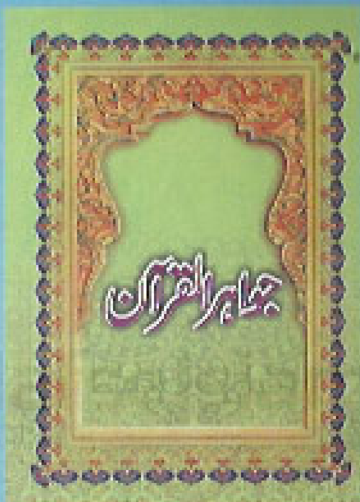
علمی پبلشرز خضر روڈ اپر مال لاہور

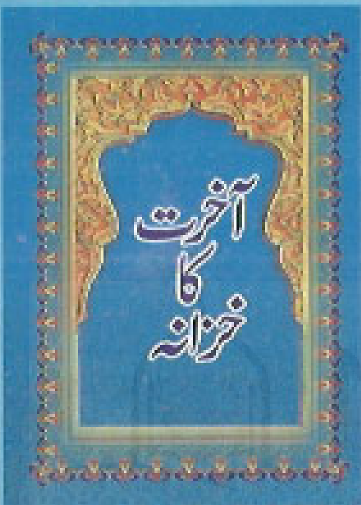
(انشاءاللہ)

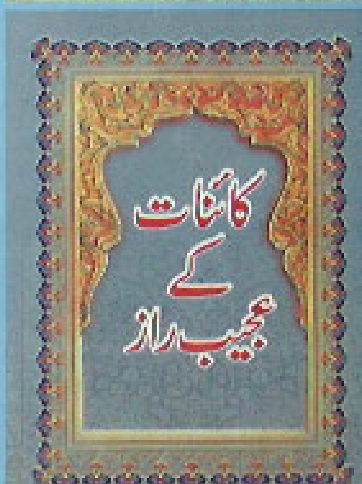
عنقریب منظر عام پر آنے والی نایاب کتب

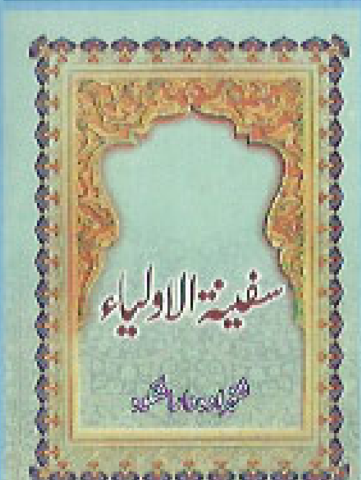
مصنف: حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و ترتیب: حافظ محمد وسیم اشرف قادری









علمی پبلشرز خضر روڈ اپر مال لاہور